وصایا شریف

حضرت مولانا

حسنین رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ

اعلیحضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

DARGAH AALA HAZRAT
BARIELY SHARIF
548

پروگریسو بکس

Marfat.com

امام احمد رضا قادری

علیہ الرحمۃ کے

وصایا شریف

مرتب

حضرت مولانا

حسنین رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ

پروگریسو بکس ۴۰ بی اُردو بازار لاہور

Marfat.com

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ

نام کتاب ——— وصایا شریف
مرتب ——— حضرت مولٰنا حسنین رضا خاں علیہ الرحمۃ
ناشر ——— پروگریسو بکس لاہور
پرنٹرز ——— گنج شکر لاہور
اشاعت ——— بار اوّل ذیقعد ۱۴۱۶ھ
——— اپریل ۱۹۹۶ء
قیمت ——— روپے

ملنے کا پتہ

پروگریسو بکس ۴۰ اردو بازار لاہور

Marfat.com

عرضِ ناشر

اہلِ علم جانتے ہیں کہ امام احمد رضا قادری علیہ الرحمۃ کے وصایا شریف مسلمانوں کے لیے ایک انمول دستور العمل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ عرصۂ دراز سے یہ تمنّا تھی کہ اسے اپنے ادارہ پروگریسو بکس کی طرف سے شائع کیا جائے سو بفضلہ تعالیٰ یہ تمنّا پوری ہوئی۔

مطالعہ سے قبل یہ بات پیشِ نظر رہے کہ جب ہم نے وصایا شریف کو شائع کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو بعض احباب نے یہ مشورہ دیا کہ وصایا شریف کے ساتھ اگر حضرت ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کا ایک مفید مضمون بعنوان "غریبوں کے غمخوار" اور حضرت مولانا یٰسین اختر مصباحی صاحب کا ایک تحقیقی مضمون بعنوان "وصایا شریف پر اعتراضات کے جوابات" (جو کہ ماہنامہ حجاز جدید دہلی نمبر اکتوبر ۸۹ء میں شائع ہوا تھا) شائع کر دیا جائے تو بہت بہتر ہوگا اسلیے یہ دونوں علمی و تحقیقی مضامین بطور ضمیمہ شاملِ اشاعت کیے گئے ہیں۔ اُمید ہے اہلِ علم حضرات ہماری اس کوشش پر دُعائے خیر فرمائیں گے۔

Marfat.com

فہرست

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۴	شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا قادری علیہ الرحمۃ کے مختصر حالاتِ زندگی از مولانا حسنین رضا قادری علیہ الرحمۃ	۱
۹	وصایا شریف از : مولانا حسنین رضا قادری علیہ الرحمۃ	۲
۲۰۸	مجدّدِ مِأتہ حاضرہ از : محدث اعظم مولانا سید محمد صاحب کچھوچھوی علیہ الرحمۃ	۳
	ضمیمہ	
۳۳	وصایا شریف پر اعتراضات مع جوابات از : مولانا یٰسین اختر مصباحی مدظلہ العالی	۴
۵۹	غریبوں کے غمخوار از : ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی	۵

Marfat.com

شیخ الاسلام والمسلمین

○

امام احمد رضا خاں

قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کے مختصر حالاتِ زندگی

○

از: مولانا حسنین رضا قادری علیہ الرحمۃ

Marfat.com

شیخ الاسلام والمسلمین کے مختصر حالات

اعلیٰحضرت کے اسلاف کرام قندھار کے رہنے والے تھے ہندوستان میں آکر قابلیت، وجاہت، شجاعت کی بدولت سلاطین مغلیہ کے درباروں میں مناصب جلیلہ پر ممتاز رہے۔ یہ وطیرہ رہا کہ مدت دراز تک رکن سلطنت بن کر حکمرانی کی شان رکھتے اور عمر کے پچھلے حصہ میں ترک دنیا کر کے یاد الٰہی میں مصروف ہو جاتے پھر اسی شان سے اپنے رب تبارک و تعالیٰ کے حضور حاضر ہو جاتے۔ عالی جناب مولانا کاظم علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ تک تو یہ طریقہ مستمر رہا مگر قطب الوقت اعلیٰحضرت مولانا مولوی محمد رضا علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے (جو اعلیٰحضرت قبلہ کے جدّ امجد ہیں) اپنا طرزِ عمل تبدیل کر دیا۔ امارت ظاہری سے کبھی کوئی تعلق نہ رکھا اور ساری عمر کامل فقر و درویشی میں گذار دی یہ بزرگ اپنے وقت میں شریعت و طریقت کے امام مانے گئے ہیں ان کی بے شمار کرامتیں اہل شہر کی زبانوں پر ہیں۔ موافق و مخالف ان کی مدح میں رطب اللسان ہیں۔ خُطَبِ علمی ان کی تصانیف میں مشہور تر تصنیف ہے کہ انہوں نے اپنے تلمیذ خاص مولانا علمی کے نام سے شائع کرائی۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادے مولانا مولوی محمد نقی علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسندِ شریعت پر رونق افروز ہوئے۔ انہوں نے اپنے مبارک عہد میں علمی دُنیا پر بڑے بڑے احسان کیے اور اپنے بعد بھی دنیائے اسلام کی رہنمائی کے لیے اپنی اعلیٰ تصنیفات اور حضور پُر نور اعلیٰحضرت کی ذات کو چھوڑا۔ یہ وہ مبارک ہستی ہے جس کو خدائے قدوس نے محض دین کی حمایت کے لیے اس گئے گذرے زمانہ میں خلق فرمایا۔ محرم

Marfat.com

سنہ ۱۲۷۲ھ میں حضور پرُنور کی ولادت ہوئی اور اپنے فطری شوق کی بدولت صرف چودہ سال کی عمر شریف تھی کہ فراغ حاصل فرما کر مسندِ افتاء پر نزولِ اجلال فرمایا اور اپنے مہربان باپ کو امامت تدریس افتاء وغیرہ کاموں سے سُبکدوش کر دیا۔ عمر شریف وقف خدماتِ دینیہ رہی۔ تیرھویں صدی کے آخر تک تو کسی وقت جلسہ احباب میں بھی رونق افروز ہوا کرتے، مگر چودھویں صدی کے شروع میں احباب سے یہ کہہ کر کہ اب صدی بدلی ہمیں بھی اپنا رنگ بدلنا چاہیے جو گوشہ نشینی اختیار فرمائی اس سے زمانہ واقف ہے۔ ان کی پاک زندگی پر نظر کرنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہیں صرف دو کاموں کے واسطے مخصوص فرما دیا تھا اِحیاءِ دین اور اِحیاءِ عُلوم اول الذکر کی طرف ان کا میل طبعی تھا اور اس سے دلچسپی ان کی فطرت میں داخل تھی۔ بار بار کا تجربہ شاہد ہے کہ خدمتِ دین ان کی طبیعت ثانیہ ہو چکی تھی۔ علالت کے زمانہ میں بلا کسی دِقّت کے وہ کارِ افتاء انجام دیتے تھے۔ اگر کسی طبیب کے اصرار سے چند گھڑیوں کے لیے مشاغل علمیہ سے دست کش ہوئے تو مرض کا غلبہ ہونے لگا اور کیوں نہ ہو کہ خدمتِ دین ان کے حق میں غذائے رُوح تھی اس وقت ہندوستان میں کوئی باطل فرقہ ایسا نہیں ہے جس کے رَد میں ان کی بکثرت تحریریں موجود نہ ہوں۔ جب دین میں کوئی نیا فتنہ اُٹھتا تو سب سے پہلے حضور کے زبان و قلم کو حرکت ہوتی اور کامل اِستیصال فرما کر چھوڑتے، میں خیال کرتا ہوں کہ ہر فتنہ انگیز کو فتنہ پھیلانے سے قبل یہ خیال مدتہا مدت تک باز رکھتا کہ اعلیٰ حضرت کی سیف زبان و نیزۂ قلم کا کیا جواب ہوگا۔ حرمین محترمین میں ہزاروں ہندی عالم گئے آئے مگر وہاں کے اَجِلّہ علماء نے جن سے سندیں لیں جن کے

Marfat.com

دستِ حق پرست پر بیعتیں کیں استاد بنایا کمال عزت و احترام کیے انہیں مجدد مائۃ حاضرہ امام اہلسنت کے مبارک خطابوں سے مخاطب کیا وہ حضور پر نور اعلیٰ حضرت ہی ہیں۔ علوم و فنون درسیہ تو ان کی آبائی میراث تھے۔ بکثرت علوم غریبہ غیر مروجہ میں جن کا احیا خداوند عالم نے حضور پر نور کے دستِ اقدس سے کرایا مثلاً تکسیر، توقیت، لوگارثم، جبر و مقابلہ، اعظم جفر وغیرہ محرم ۱۳۲۷ھ میں ایک فہرست تصانیف مرتب ہوئی جس کا تاریخی نام المجمل المعدد لتالیفات المجدد ہے اس وقت تک اعلیٰ حضرت قبلہ کی تصانیف ۱۳۲۷ھ کا عدد تین سو پچاس تھا اس کے بعد سے آخری وقت تک تصانیف کا سلسلہ علی الاتصال جاری رہا ہے وہ علیحدہ ہے۔ میں اندازہ کرتا ہوں کہ اب اگر کوئی فہرست مرتب ہو تو اتنی ہی تصنیفات اور ملیں گی۔ فتاویٰ رضویہ جس کی بارہ ۱۲ جلدیں ہیں وہ تمام کتابوں میں زیادہ ضخیم ہے۔ اگر تمام تصنیفات کو جمع کر کے عمر شریف پر تقسیم کیا جائے تو یقیناً حضور پر نور ان چند علماء اسلام میں شمار ہوں گے جن کی عمر کے ہر دن میں کئی جز تصنیف کا حساب پڑتا ہے۔

زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے سنا ہے کہ اعلحضرت قبلہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اتباع سنت کو دیکھ کر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کا لطف آ گیا یعنی اعلحضرت قبلہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے زہد و تقویٰ کا مکمل نمونہ اور مظہرِ اتم ہیں۔

علوم میں وہ پایہ پایا اجلۂ علماء فرماتے تھے کہ گذشتہ دو صدی کے اندر کوئی ایسا جامع عالم نظر نہیں آتا۔ غرضیکہ چون (۵۴) برس تک علوم کا سمندر موجیں لیتا رہا اور ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ کو جمعہ کے دن ۲ بج کر ۳۷ منٹ پر عین اذانِ جمعہ میں اُدھر حَیَّ عَلَی الْفَلَاح سنا اِدھر

Marfat.com

رُوح پُرفتوح نے داعی اللہ کو لبیک کہا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون ؕ

حضور پرنور اعلیٰ حضرت نے اپنی ولادت ووفات کی تاریخیں قرآن کریم سے خود استخراج فرمائی ہیں وہ درج ذیل کیجاتی ہیں:

تاریخ ولادت: اُولٰئِكَ كَتَبَ فِی قُلُوبِهِمُ الْاِیمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِّنْهُ.

۱۲۷۲ھ

تاریخ وفات جو وصال سے چار ماہ بائیس روز قبل تحریر فرمائی:

وَیُطَافُ عَلَیْهِم بِاٰنِیَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ ط

۱۳۳۹ھ

Marfat.com

وصایا شریف

مرتّب

حضرت مولانا

حسنین رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی وَکَفٰی وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِینَ اصطَفٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحبِہٖ وَحِزبِہٖ وَابنِہٖ مَدَی الدَّھرِ اَبَدًا اَبَدًا

بحیثیت اس کے کہ یہ رسالہ اعلیحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصایا پر مشتمل ہے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ مکتوب وصایا کے ساتھ بعض اُن ملفوظ وصایا کو بھی جمع کردوں جو زمانہ علالت میں وقتاً فوقتاً ارشاد ہوئے۔

یُوں تو اُن کی مجلس میں ہر بیٹھنے والا ہمیشہ نصائح کے انمول موتیوں سے دامن مراد بھر کر اُٹھا مگر خوشخبری ہے اُس کو جس نے اُن نصائح کو گوشِ دل سے سُنا اور اُن پر عمل کیا، افسوس ہے کہ وہ جواہر زواہر اُس دُرِّ فشانی کے ساتھ ہی سلک تحریر میں نہ آسکے جو دو چار باتیں میرے خیال میں ہیں حوالہ قلم کرتا ہوں۔ اسی اثنا کے بعض ضروری حالات بھی اضافہ کردوں گا۔

اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ عنہ ۱۴ محرم ۱۳۴۰ھ کو بھوالی سے واپس تشریف لائے۔ مسلمانانِ بریلی نے بڑا شاندار استقبال کیا۔ حضور والا کے تشریف لاتے ہی بریلی میں چہل پہل ہوگئی۔ بھوالی میں اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دردِ پہلو کا دورہ پڑ چکا تھا اس سے ضعف شدید

Marfat.com

ہوگیا وطن اور بیرون جات کے دُور دراز مقامات سے مسلمان عیادت وبیعت کے لیے گروہ در گروہ آتے جاتے رہے باوجود نقاہت اُن کی ہر مجلس عیادت تذکیر و نصائح کا ذخیرہ ہوتی اُن کی کبھی کوئی مجلس سرکارِ دو عالم تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ذکر شریف سے خالی نہ گئی مگر اس دوران علالت میں بکثرت ذکر شاہِ رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ فرمانے اور خصوصیت کے ساتھ اپنے اور تمام مسلمانوں کے لیے حسنِ خاتمہ کی دُعا فرماتے تضرع و خشیّت کی یہ حالت تھی کہ اکثر احادیث رقاق ذکر فرماتے۔ خود اپنی نیز حاضرین کی روتے روتے ہچکی بندھ جاتی اکثر اوقات فرماتے کہ جس کا خاتمہ ایمان پر ہوگیا اُس نے سب کچھ پالیا کبھی فرماتے اگر بخش دے اُس کا فضل ہے نہ بخشے تو عدل ہے ___

عرس شریف میں قل کے وقت لوگوں کو مکان میں طلب فرمایا۔ یہ وعظ ونصیحت کی آخری صحبت تھی اور رشد و ارشاد کا پچھلا دور مولانا امجد علی صاحب نے کچھ وصایا شریف قلمبند کئے تھے جو خود حضور اقدس نے القاء فرمائے تھے۔ افسوس ہے کہ وہ کہیں کاغذات میں ایسے مل گئے کہ اُن کا اب تک پتہ نہ چلا۔ روزِ عرس کچھ کلمات طیبات جو بطور وصایا ارشاد ہوئے اُن کی برکات سے حصہ لینے کے لیے گوش گذارِ ناظرین کیے جاتے ہیں۔

مَلفُوظ وَصَایا پیارے بھائیو! لا ادری ما بقائی فیکم مجھے معلوم نہیں کہ میں کتنے دن تمہارے اندر ٹھہروں تین ہی وقت ہوتے ہیں۔ بچپن، جوانی، بڑھاپا۔ بچپن گیا جوانی آئی، جوانی گئی بڑھاپا آیا۔ اب کون سا چوتھا وقت آنے والا ہے جس کا انتظار کیا جائے ایک موت ہی باقی ہے۔ اللہ قادر ہے کہ ایسی ہزار مجلسیں عطا فرمائے اور آپ سب لوگ ہوں یہیں ہوں اور میں آپ لوگوں

Marfat.com

کوشنا تاہوں مگر بظاہر اب اس کی امید نہیں اس وقت میں دو
وصیتیں آپ لوگوں کو کرنا چاہتا ہوں ایک تو اللہ و رسول
(جل جلالہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اور دوسری خود میری،
تم مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھولی بھیڑیں ہو بھیڑیئے تمہارے
چاروں طرف ہیں یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بھگادیں تمہیں فتنے میں ڈال
دیں، تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں۔ اُن سے بچو اور دُور بھاگو
دیوبندی ہوئے رافضی ہوئے نیچری ہوئے قادیانی ہوئے چکڑالوی
ہوئے غرض کتنے ہی فرقے ہوئے اور اب سب سے نئے گاندھوی
ہوئے جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا یہ سب بھیڑیئے ہیں
تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں اُن کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ۔
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ربّ العزت جل جلالہ
کے نور ہیں، حضور سے صحابہ روشن ہوئے اُن سے تابعین روشن
ہوئے تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے اُن سے آئمہ مجتہدین روشن
ہوئے اُن سے ہم روشن ہوئے اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لو
ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو۔ وہ نور یہ ہے کہ
اللہ و رسول کی سچی محبت اُن کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت
اور اُن کی تکریم اور ان کے دشمنوں سے سچی عداوت جس سے اللہ و
رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ
ہو فوراً اُس سے جدا ہو جاؤ جس کو بارگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ
دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو اپنے اندر سے اُسے
دُودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو میں پونے چودہ برس
کی عمر سے یہی بتاتا رہا اور اس وقت پھر یہی عرض کرتا ہوں۔ اللہ
تعالیٰ ضرور اپنے دین کی حمایت کے لیے کسی بندے کو کھڑا کر دے

Marfat.com

گا مگر نہیں معلوم میرے بعد جو آئے کیسا ہو اور تمہیں کیا بتلائے اس لیے ان باتوں کو خوب سُن لو حجۃ اللہ قائم ہو چکی اب میں قبر سے اُٹھ کر تمہارے پاس بتلانے نہ آؤں گا جس نے اسے سُنا اور مانا قیامت کے دن اس کے لیے نور و نجات ہے اور جس نے نہ مانا اس کے لیے ظلمت و ہلاکت یہ تو خدا و رسول کی وصیت ہے جو یہاں موجود ہیں سُنیں اور مانیں اور جو یہاں موجود نہیں تو حاضرین پر فرض ہے کہ غائبین کو اس سے آگاہ کریں اور دوسری میری وصیت ہے آپ حضرات نے کبھی مجھے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچنے دی میرے کام آپ لوگوں نے خود کیے مجھے نہ کرنے دیے اللہ تعالیٰ آپ سب صاحبوں کو جزائے خیر دے مجھے آپ صاحبوں سے اُمید ہے کہ قبر میں بھی اپنی جانب سے کسی قسم کی تکلیف کے باعث نہ ہوں گے۔ میں نے تمام اہل سنت سے اپنے حقوق لوجہ اللہ معاف کر دیئے ہیں آپ لوگوں سے دست بستہ عرض ہے کہ مجھ سے جو کچھ آپ کے حقوق میں فرد گذاشت ہوئی ہے وہ سب معاف کر دیں اور حاضرین پر فرض ہے کہ جو حضرات یہاں موجود نہیں اُن سے میری معافی کرا لیں ـــــ ختم جلسہ کے وقت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے کرم سے اس گھر سے فتوے نکلتے نوے برس سے زیادہ ہو گئے میرے دادا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مدت العمر یہ کام کیا جب وہ تشریف لے گئے تو اپنی جگہ میرے والد ماجد قدس سرہ العزیز کو چھوڑا میں نے چودہ سال کی عمر میں اُن سے یہ کام لے لیا پھر چند روز بعد امامت بھی اپنے ذمے کر لی غرضیکہ میں نے اپنی صغر سنی میں کوئی بار ان پر نہ رہنے دیا جب انہوں نے رحلت فرمائی تو مجھے چھوڑا ـــــ اور اب میں تم تینوں کو

Marfat.com

چھوڑتا ہوں تم ہو[1] مصطفےٰ رضا ہیں تمہارا بھائی حسنین ہے سب مل کر کام کرو گے تو خدا کے فضل وکرم سے کر سکو گے اللہ تمہاری مدد فرمائے گا۔

اس کے بعد اپنے پس ماندوں کے حق میں خدمت دین و ترقی علم کی دُعا فرمائی[2]

ان مبارک وصایا نے مجمع پر ایسا گہرا اثر ڈالا کہ لوگ دھاڑیں مار مار کر رو دئیے لوگوں کا اُس روز بلک بلک کر رونا عمر بھر یاد رہے گا ——

کچھ اس روز ہی اپنی رحلت کی تصریح نہ فرمائی بلکہ اس کے بعد سے یوم الوصال تک لگاتار خبریں اپنی وفات شریف کی دیں اور ایسے وثوق سے کہ گویا منٹ منٹ کی خبر ہے —— مَیں نے تمام واقعات اپنی اِن آنکھوں سے دیکھے ہیں میں یہ کہنے کے لیے بالکل مجبور ہوں کہ اعلیٰحضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ جو تفرد اور امتیاز دَورِ جدید کے علماء ظاہر میں رکھتے تھے وہ ہی علو و برتری اُنہیں طبقۂ اولیاء میں بھی حاصل تھی ان کثیر اخبار میں سے بعض کو حوالۂ قلم کرتا ہوں۔

اخبار ارتحال

رمضان شریف ۱۳۳۹ھ میں اعلیٰحضرت قبلہ بھوالی[3] تشریف رکھتے تھے اور آپ کی منجھلی صاحبزادی صاحبہ مرحومہ بغرض علاج نینی تال میں مقیم تھیں یہ کم وبیش تین برس سے علیل تھیں

---

[1] یہ خطاب خلف اکبر مخدومنا حضرت مولانا شاہ مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب سے ہے۔

[2] اے اللہ تو اُن ناتواں ہاتھوں کی لاج رکھ لے جو ہمیشہ تیرے ہی آگے پھیلے ہیں۔

[3] بھوالی شریف لے جانے کا نکتہ یہ ہے کہ فرائض الٰہیہ کی عظمت اعلیٰحضرت کا قلب ایسی محسوس کرتا تھا جو اولیاء کاملین کا مخصوص حصہ ہے گو ناگوں امراض اور فراواں ضعف سے یہ طاقت نہ رکھتے تھے کہ موسم گرما میں روزہ رکھ سکیں اس لیے آپ نے اپنے حق میں یہ فتویٰ دیا تھا کہ پہاڑ پر سردی ہوتی ہے وہاں روزہ رکھ لینا (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

Marfat.com

اور ایسی سخت کہ بارہا مایوسی ہو چکی تھی ___ جب نماز عید پڑھانے کیلئے نینی تال تشریف لانا ہوا تو صاحبزادی صاحبہ نے اِشتدادِ مرض کی کیفیت عرض کی ___ سُنا ___ چلتے وقت فرمایا میں انشاء اللہ تمہارا داغ نہ دیکھوں گا حالانکہ وہ بہت زیادہ بیمار تھیں اور حضور والا کے بعد صرف ۲۷ ہی روز زندہ رہیں ۲۳ ربیع الاول ۱۳۴۰ھ میں سفرِ آخرت اختیار کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

وصال شریف سے دو روز قبل چہار شنبہ کو بڑی شدت سے لرزہ ہوا جناب بھائی حکیم حسین رضا خاں صاحب کو نبض دکھائی بھائی صاحب قبلہ کو نبض نہ ملی دریافت فرمایا نبض کی کیا حالت ہے انہوں نے گھبراہٹ اور پریشانی میں عرض کیا ضعف کے سبب سے نہیں ملتی، اس پر دریافت فرمایا آج کیا دن ہے لوگوں نے عرض کیا چہار شنبہ ہے ارشاد فرمایا جمعہ پرسوں[1] ہے یہ فرما کر دیر تک حسبنا اللہ ونعم الوکیل پڑھتے رہے۔

شب پنجشنبہ میں اہل بیت نے چاہا کہ جاگیں شاید کوئی ضرورت ہو منع فرمایا جب انہوں نے زیادہ اصرار کیا تو ارشاد فرمایا انشاء اللہ یہ رات وہ نہیں ہے جو تمہارا خیال ہے تم سب سو رہو۔

وصال کے روز ارشاد فرمایا پچھلے جمعہ میں کرسی[2] پر جانا ہوا آج چارپائی پر جانا ہوگا پھر فرمایا میری وجہ سے نماز جمعہ میں تاخیر نہ کرنا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ممکن ہے تو روزہ رکھنے کے لیے وہاں جانا استطاعت کی وجہ سے فرض ہو گیا۔

(حاشیہ صفحہ موجودہ) [1] میں اس وقت حاضر تھا کہنے والے نے میرے دل میں فوراً کہہ دیا کہ امام اہل سنت جمعہ کے بعد ہم میں رہنے والے نہیں۔

[2] جب سے حضور والا کو ضعف لاحق ہوا اور چلنے سے معذوری ہوئی کرسی پر پنجگانہ نماز کو تشریف لاتے رہے اور تمام فرائض باجماعت ہی ادا فرماتے رہے (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

Marfat.com

عالیجناب چودھری عبدالحمید خاں صاحب رئیس سہاور مصنف کنز الآخرۃ
رجوا علیحضرت قبلہ کے عقیدت کیش مخلص ہیں) وصال شریف سے کچھ قبل ملنے کیلئے
تشریف لے گئے۔ اعلیحضرت قبلہ سے عرض کیا کہ حکیم عابد علی صاحب کو ٹریتیا پور
کے ایک پُرانے طبیب ہیں صحیح العقیدہ سُنی اور فقیر دوست ہیں میرے
خیال سے اُنہیں بُلالیا جائے ارشاد فرمایا کہ انسان آخر وقت تک تدبیر
نہیں چھوڑتا اور یہ نہیں سمجھتا کہ اب تدبیر کا وقت نہیں رہا جمعہ کے
روز کچھ تناول نہ فرمایا بھائی حکیم حسین رضا خاں صاحب حاضر خدمت
تھے اعلیحضرت قبلہ کو خشک ڈکار آئی ارشاد فرمایا خیال رہے معدہ خالی
ہے ڈکار خشک آئی ہے اس پر بھی احتیاطاً وصال سے کچھ قبل چوکی
پر تشریف لے گئے۔ جمعہ کے روز صبح سے سفر آخرت کی تیاریاں ہوتی
رہیں۔ جائداد کے متعلق وقف نامہ تکمیل فرمایا۔ جائداد کی چوتھائی
آمدنی مصرف خیر میں رکھی باقی اپنے ورثا پر بحصص شرعی وقف
علی الاولاد فرمادی پھر وصیت نامہ مرتب فرمایا جو درج ذیل ہے:

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ــــ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

مکتوب وصایا | جو وصال شریف سے دو گھنٹہ ۱۷ امنٹ پیشتر
قلمبند کرائے اور آخر میں حمد و درود شریف

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) اس مرتبہ بھوالی سے واپسی پر بے انتہا ضعف
لاحق ہوا تو صرف جمعہ ہی باجماعت ادا فرمایا کئے حتیٰ کہ جمعۃ الوصال سے پہلے
والا جمعہ بھی باجماعت ادا فرمایا۔
(حاشیہ صفحہ موجودہ) وقت غسل نجاست خارج ہوتی ہے حضور والا نے اس کا
پہلے سے اہتمام فرمایا تھا اُس دن کچھ غذا نہ کھائی اور وصال سے (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

Marfat.com

اور دستخط خود دست اقدس سے تحریر فرمائے۔

① شروع نزع کے قریب کارڈ لفافے روپیہ پیسہ کوئی تصویر اس دالان میں نہ رہے جنب یا حائض نہ آنے پائے۔ کتا مکان میں نہ آئے۔

② سورۂ یٰس و سورۂ رعد بآواز بلند پڑھی جائیں کلمہ طیبہ سینہ پر دم آنے تک متواتر بآواز پڑھا جائے۔ کوئی چلا کر بات نہ کرے۔ کوئی رونے والا بچہ مکان میں نہ آئے۔

③ بعد قبض فوراً نرم ہاتھوں سے آنکھیں بند کر دی جائیں بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ کہہ کر نزع میں نہایت سرد پانی ممکن ہو تو برف کا پلایا جائے ہاتھ پاؤں وہی پڑھ کر سیدھے کر دیئے جائیں پھر اصلاً کوئی نہ روئے۔ وقت نزع میرے اور اپنے لیے دعائے خیر مانگتے رہو۔ کوئی کلمہ برا زبان سے نہ نکلے کہ فرشتے آمین کہتے ہیں جنازہ اٹھتے وقت خبردار کوئی آواز نہ نکلے۔

④ غسل وغیرہ سب مطابق سنت ہو حامد رضا خاں وہ دعائیں[۲] کہ فتاویٰ میں لکھی ہیں خوب ازبر کر لیں تو وہ نماز پڑھائیں ورنہ مولوی امجد علی۔

⑤ جنازہ میں بلا وجہ شرعی تاخیر نہ ہو جنازہ کے آگے اگر پڑھیں تو تم پر کروڑوں درود اور ذریعہ قادریہ[۱]۔

⑥ خبردار کوئی شعر میری مدح کا نہ پڑھا جائے۔ یونہی قبر پر۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) کچھ قبل اسی لیے چوکی پر تشریف لے گئے۔

(حاشیہ صفحہ موجودہ) [۱] یہ دونوں نظمیں حضور پرنور اعلیٰحضرت قبلہ کی ہیں اور پہلی حدائق بخشش (حصہ دوم) میں طبع ہوئی ہے جس میں حضور پرنور کا تازہ کلام جمع کر کے حال میں شائع کیا گیا ہے۔ [۲] دعائیں کتاب کے آخر میں درج ہیں

Marfat.com

(۷) قبر میں بہت آہستگی سے اُتاریں۔ داہنی کروٹ پر وہی دُعا پڑھ کر لٹائیں نیچے نرم مٹی کا پشتارہ لگا دیں۔

(۸) جب تک قبر تیار ہو، سبحٰن اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللھم ثبت عبیدک ھٰذا بالقول الثابت بجاہ نبیک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھتے رہیں اناج قبر پر نہ لیجائیں یہیں تقسیم کر دیں وہاں بہت غل ہوتا ہے اور قبروں کی بیحرمتی۔

(۹) بعد تیاری قبر سرہانے الم تا مفلحون۔ پائینتی امن الرسول تا آخر سورہ پڑھیں اور سات بار باآواز بلند حامد رضا خاں اذان کہیں پھر سب واپس آئیں اور مُلقِّن میرے مواجہہ میں کھڑے ہو کر ۳ بار تلقین کریں نیچے ہٹ ہٹ کر پھر اعزا احبا چلے جائیں اور ڈیڑھ گھنٹہ میرے مواجہہ میں درود شریف ایسی آواز میں پڑھتے رہیں کہ میں سنوں پھر مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر کے چلے آئیں اور اگر تکلیف گوارا ہو سکے تو تین شبانہ روز کامل پہرے کے ساتھ دو عزیز یا دوست مواجہہ میں قرآن مجید درود شریف ایسی آواز سے بلا وقفہ پڑھتے رہیں کہ اللہ چاہے تو اُس نئے مکان سے دل لگ جائے۔

(۱۰) کفن پر کوئی دوشالہ یا قیمتی چیز یا شامیانہ نہ ہو۔ کوئی بات خلافِ سُنّت نہ ہو۔

(۱۱) فاتحہ کے کھانے سے اغنیا کو کچھ نہ دیا جائے صرف فقرا کو دیں اور وہ بھی اعزاز اور خاطرداری کے ساتھ نہ کہ جھڑک کر غرض کوئی بات خلافِ سُنّت نہ ہو۔

لہ اعلحضرت قبلہ اُن ابرار میں سے تھے جو آیۂ کریمہ وفی اموالھم حق للسائل والمحروم کے مصداق ہیں حضور والا کو مدت العمر غرباء سے (بقیہ حاشیہ بر صفحۂ آئندہ)

Marfat.com

⑫ اعزّا سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ میں ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں دودھ کا برف خانہ ساز اگر بھینس کے دودھ کا ہو ___ مرغ کی بریانی ___ مرغ پلاؤ، خواہ بکری کا شامی کباب ___ پراٹھے اور بالائی ___ فیرینی ___ اُردکی پھریری دال مع ادرک و لوازم ___ گوشت بھری کچوریاں ___ سیب کا پانی ___ انار کا پانی ___ سوڈے کی بوتل ___ دودھ کا برف[ل] اگر روزانہ ایک چیز ہو سکے یوں کرو. یا جیسے مناسب جانو مگر بطیب خاطر میرے لکھنے پر مجبور نہ ، نہ ہو.

⑬ ننھے میاں سلّمہ کی نسبت جو خیالات حامد رضا خاں کے ہیں میں نے تحقیق کیا سب غلط ہیں اور وہ احکام بے اصل یہ شرعی مسئلہ سے کہتا ہوں نہ رو رعایت سے ان کی غلط فہمی ہے ان پر اُن کی اطاعت و محبّت واجب ہے اور اُن پر ان سے محبّت و شفقت لازم جو اُس کے خلاف کرے گا اُس سے میری رُوح ناراض ہو گی.

⑭ رضا حسین[ع] حسنین اور تم سب محبّت و اتفاق سے رہو

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) محبّت رہی اُن کی امداد و اعانت فرماتے رہے اور وقت وصال بھی اُنہیں کا خیال ہے کہ اپنے مرغوب کھانے انہیں پہنچتے رہیں شانِ کرم یہ ہے.

[ع] جس وقت وصال فرمایا اُس وقت سے غسل شریف تک گھر میں قرآن مجید با آواز بلند پڑھا گیا پھر تین شبانہ روز مواجہہ شریف میں مسلسل تلاوت قرآن عظیم جاری رہی.

(حاشیہ صفحہ موجودہ) [ل] دودھ کا برف دوبارہ پھر بتایا چھوٹے مولانا نے عرض کیا اسے تو حضور پہلے لکھا چکے ہیں. فرمایا پھر لکھو. انشاء اللہ مجھے میرا رب سب سے پہلے برف ہی عطا فرمائے گا اور ایسا ہی ہوا کہ ایک صاحب بوقت دفن بلا اطلاع دودھ کا برف خانہ ساز لے آئے. [ع] رضا حسین (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

Marfat.com

اور حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین و مذہب جو
میری کتب سے ظاہر ہے اُس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے
اہم فرض ہے۔ اللہ توفیق دے ــــ والسلام ــــ ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ
روز جمعہ مبارکہ ۱۲ بج کر ۲۱ منٹ پر یہ وقتی وصایا قلمبند ہوئے۔
دستخط بقلم خود بحالتِ صحت حواس واللہ شہید ولہ
الحمد وصلی اللہ تعالیٰ وبارک وسلم ــــ علیٰ شفیع المذنبین
وآلہ الطیبین وصحبہ المکرمین وابنہ وحزبہ الی
ابد الآبدین آمین والحمد للہ رب العٰلمین۔[1]

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) عـہ میرے برادر مکرم حکیم حسین رضا خاں صاحب
کا ہے جو عرصہ دراز سے اعلیحضرت کی خدمت علاج کرتے تھے اور آخر تک
کرتے رہے ــــ حضرت کے پہاڑ سے آنے پر اعزّا کی رائے تبدیل معالج
کی ہوئی ــــ حضرت نے سُنکر ہندی کی مثل ذکر فرمائی ــــ (گھر کا جوگی
جوگیا آن گاؤں کا سُدھ) اور فرمایا جب سے اس نے میرا علاج شروع
کیا ہے اس وقت تک اس کی کسی دوا نے کبھی نقصان نہ پہنچایا ــــ گھر
کا طبیب ہونے کی وجہ سے کوئی اس کو نہیں سمجھتا اور نہ قدر کرتا ہے ــــ
میرے خیال میں تبدیل علاج اور معالج کی حاجت نہیں۔

[1] یہ حمد پچھلی حمد اور یہ درود آخری درود اور یہ تحریر بھی آخری
تحریر ہے کہ پھر کچھ نہ تحریر فرمایا۔

Marfat.com

مضمون

محدّث اعظم مولانا سیّد محمّد صاحب کچھوچھوی علیہ الرحمۃ

مجدّدِ

مِائۃ حاضرہ

اعلحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ولادت و وفات کی تاریخیں خود فرمائی ہیں ان کا ذکر یہاں ضروری ہے لہٰذا میں مناسب خیال کرتا ہوں مخدومی عالی جناب صاحبزادہ مولانا سید محمد صاحب اشرفی کا وہ مضمون جو تاریخوں پر مشتمل پورا درج کر دوں۔

مُرتّب

مولانا حسنین رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ

Marfat.com

امام الہدیٰ عبد المصطفےٰ احمد رضا علیہ الرحمۃ

حدیث شریف میں فرمایا: ــــ ان اللہ یبعث لہذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا امر دینہا ــــ اللہ تعالیٰ اس اُمت کے لیے ہر صدی کے سرے پر مجدّدِ دین بھیجتا ہے ــــ رواہ ابو داؤد فی سُنَنِہٖ وحسن بن سفیان فی مسندہ والبزار فی المسند والطبرانی فی المعجم الاوسط وابن عدی فی الکامل والحاکم فی مستدرک وابو نعیم فی الحلیۃ والبیہقی فی المدخل وغیرھم من المحدثین ــــ اس حدیث جلیل کی شرح میں شیخ الاسلام بدرالدین ابدال رسالہ:ــ مرضیہ فی نصرۃ مذھب الاشعریۃ میں لکھتے ہیں:ــ

اعلم ان المجدّد انّما ھو بغلبۃ الظن ممن عارفہ بقرائن احوالہٖ والانتفاع بعلمہٖ ولایکون المجدد الا لمًا بالعلوم الدینیۃ الظاھرۃ والباطنۃ ناصرًا للسنۃ قامعًا للبدعۃ۔

یعنی مجدّد کی شناخت قرائن احوال سے کی جائے اور دیکھا جائے کہ اُس کے علم نے کیا نفع پہنچایا اور مجدّد وہی ہوگا جو علوم دینیہ ظاہرہ و باطنہ کا عالم و عارف ہو سنّت کا مددگار ہو بدعت کا اکھاڑنے والا ہو۔

امام جلال الدین سیوطی مرقاۃ الصعود شرح سنن ابی داؤد میں فرماتے ہیں: ــــ

Marfat.com

والذی ینبغی ان یکون المبعوث علی راس المائۃ رجلاً مشہوراً معروفاً مشاراً الیہ وقد کان قبل کل مائۃ ایضاً من یقوم بامر الدین والمراد بالذکر من انقضت المائۃ وھو حی عالم مشہور مشار الیہ ملخصا۔

یعنی اچھا یہ ہے کہ صدی کا مجدد وہ شخص ہو جو مشہور و معروف ہو اور امور دین میں جس کی طرف اشارہ کیا جاتا ہو اور پہلے بھی ہر صدی میں مجدد ہوتے ہیں اور مراد یہ ہے کہ مجدد صدی گذشتہ کے خاتمہ پر اپنی زندگی میں مشہور عالم اور علماء کا مشار الیہ رہ چکا ہو۔

حدیث شریف ہم کو ہر صدی میں ایک مجدد کی تشریف آوری کی بشارت سناتی ہے۔ آئمہ کرام پتہ دیتے ہیں کہ گذشتہ صدی کے آخری حصہ میں جس کی شہرت ہو چکی ہو اور موجودہ صدی میں بھی وہ مرکز علوم سمجھا جاتا ہو اُس کے قدم مجدد کے قدم ہیں۔

اب آؤ دیکھیں کہ تیرھویں صدی گذر گئی اور چودھویں صدی قریب نصف حصہ کے طے کر چکی ہمارا مجدد تیرھویں صدی میں پیدا ہو چکا اور شہرت حاصل کر چکا اور چودھویں صدی میں علماء دین کا مشار الیہ قرار پا چکا جس پر علامہ بدر الدین ابدال و امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت گذر چکی۔ اس کی تلاش کرو۔

ہمیں اس جستجو میں آسمان پر پرواز کی حاجت نہیں کرۂ زمین کے طواف کی ضرورت نہیں رُبع ارضِ مسکون وہ بھی صرف آبادیٔ اسلام وہ بھی صرف آستانہ جات علماء کرام کی خاک روبی ہمارے مدعا کو کافی ہے اب ہم ہیں اور پُرشوق نگاہیں ___ تمناؤں بھرا دل ___ نظر اُٹھتی

Marfat.com

ہے تو ہندوستان سے گذر کر سمندر کو طے کر کے اسلام کے مرکز اور دین کے محور مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ زادہما اللہ شرفا و تعظیما کی گلی گلی کا طواف اور کوچہ کوچہ کا چکر لگا رہی ہے ـــــ کبھی غلاف کعبہ پکڑے عرض کر رہی ہے کہ اے مالک و مولیٰ جل و علا ہمارے مذہبی رہنما اور دینی پیشوا کا پتہ دے ـــــ کبھی روضۂ مقدسہ کے سامنے باادب عرض گذار ہے کہ اے دوجہاں کے آقا صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیک ہمیں حضور اپنی بشارت کا مصداق بتائیں ـــــ اُن عرضیوں کے ساتھ چار آنسو نذر کر رہی ہے۔

الحمدللہ کہ عرضی قبول ہوئی اور عقل سلیم مجالس علماء کی طرف لے چلی اور حرمین شریفین کے مفتیان کرام و آئمہ حرمین عظام و جمیع علماء اسلام کے قدموں پہ ہمیں ڈال دیا ـــــ ہم چپ ہیں ساکت و صامت ہیں کہ تاب گویائی باقی نہیں ہے اتنا دیکھتے ہیں کہ ان علماء کے دست اقدس میں کوئی معتمد و مستند رسالہ کوئی معتقد و منتقد عجالہ ہے اور اُن کے قلم و زبان کسی کی مداحی میں یوں زمزمہ سنج ہیں مناقب علیہ کا اظہار ان لفظوں سے ہو رہا ہے

عالم علامہ کامل، استاذ ماہر، مجاہد معزز، باریکیوں کا خزانہ محفوظ، برگزیدہ، گنجینۂ علوم کے مشکلات ظاہر و باطن کا کھولنے والا، دریائے فضائل، علمائے عمائد کی آنکھوں کی ٹھنڈک، امام پیشوا، روشن ستارہ، اعدائے اسلام کے لیے تیغ برّاں، استاذ معظم، نامور مشہور ہمارا سردار جلیل القدر دریائے زخار، بسیار فضل، دلیر، بلند ہمت، ذہین دانشمند، بحر ناپیدا کنار، شرف و عزت والا صاحب ذکا، ستھرا ہمارا مولیٰ، کثیر الفہم منقبتوں اور فخروں والا، یکتائے زمانہ، اپنے وقت کا یگانہ، علماء مکہ اُن کے فضائل پر گواہ اس صدی کا مجدد زبردست عالم عظیم الفہم جن کی فضیلتیں وافر، بڑائیاں ظاہر،

Marfat.com

دین کے اصول و فروع میں تصانیف منکا ثر مشہور۔ ان کے کمال کا بیان طاقت سے باہر علم کا کوہ بلند۔ طاقتور زبان والا۔ حاوی جمیع علوم۔ ماہر علوم غریبہ دین کا زندہ کرنے والا۔ وارث نبی سید العلماء مایۂ افتخار علماء۔ مرکز دائرہ علوم ستارۂ آسمان علوم۔ مسلمانوں کا یاور و نگہبان۔ حکم۔ حامی شریعت خلاصۂ علمائے راسخین فخر اکابر۔ کامل سمندر معتمد۔ پشت پناہ۔ محقق اور ولایت صحیحہ کی تصدیق یوں کی جارہی ہے کہ آفتاب معرفت کثیر الاحسان۔ کریم النفس دریائے معارف۔ مستحبات و سنن و واجبات و فرائض پر محافظ۔ محمود سیرت۔ ہر کام پسندیدہ۔ صاحب عدل عالم باعمل۔ عالی ہمم۔ نادر روزگار۔ خلاصہ لیل و نہار۔ اللہ کا خاص بندہ۔ عابد۔ دنیا سے بے رغبتی والا۔ عرفان و معرفت والا۔ خبیر۔

میں اُس مالک پر صدقے اُس آقا پر ماں باپ قربان جس سے ایک حامی سنت ماحی بدعت مشہور عالم کی تمنا عرض کی گئی اور ہم کو اس کا پتہ ملا جو سنت و اہل سنت کا یاور و نگہبان اور بدعت و اہل بدعت کے لیے تیغ براں اور علم میں کوہ بلند۔ کامل سمندر مرکز دائرہ علوم امام و پیشوائے اہل اسلام ہے۔ اُس کا نشان ملا جو نہ صرف باطن کا عالم ہے بلکہ وہ دریائے معرفت اور اللہ کا خاص بندہ۔ عالی ہمم خلاصۂ لیل و نہار ہے۔ بلکہ ہم اس کو پا گئے جو علماء کی زبان پر **اس صدی کا مجدد** پکارا جاتا ہے۔ وہ کون ہے؟ — بدعتیوں کی آنکھیں کور ہوں — حاسدوں کی نگاہوں میں خاک ہو — وہ وہی ہے جو بریلی کے مقدس گھرانوں میں ۱۲۷۲ھ کو پیدا ہوا اور ۱۲۸۵ھ کو ۱۳ برس کی عمر میں پروان چڑھا اور علوم کا سرتاج ہو کر منصب افتاء کا

Marfat.com

عزت بخش ہوا اور ۲۰ برس تک تیرھویں صدی میں اپنے فتاویٰ و تصانیف سے علوم کے دریا بہائے اور عرب و عجم نے سرِ عقیدت ٹیک دیئے اور ۱۳۲۴ھ میں اُس کی سرکار اعلیٰ بلند و بالا کو وہ عروج کامل ہوا کہ ہند و سندھ، افغانستان و ترکستان، عراق و حجاز، خاص حرمین محترمین کے علماء نے زانوئے ادب تہ کر دیئے اور عقیدت کے وہ کلمات نذر گزارے جن کو ابھی تم سن چکے ہو (دیکھو حسام الحرمین شریف) بتاؤں وہ مجدد کون ہے — ؟ سنو اور گوشِ ہوش سے سنو وہ ہی مقدس مفتی ہے جس کی زبان پر قدرت نے تاریخ ولادت کے لیے اس آیہ کریمہ کی تلاوت کروائی ہے۔ اُولٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ

۱۲ ۷۲

یعنی یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی۔

کچھ سمجھے کہ اُولٰئِكَ یعنی وہ لوگ، کن کی طرف اشارہ ہے دیکھو آیہ کریمہ مذکور کے پہلے کی آیت — فرماتا ہے :—

لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اباؤھم او ابنائھم او اخوانھم او عشیرتھم ط

یعنی تو نہ پائے گا اُنہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ و قیامت پر کہ اُن کے دِل میں ایسوں کی محبت آنے پائے جنھوں نے خدا اور رسول سے مخالفت کی چاہے وہ ان کے باپ بیٹے یا بھائی یا عزیز ہی کیوں نہ ہوں۔

یہ ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش کر دیا اور اپنی

Marfat.com

طرف کی رُوح سے اُن کی تائید فرمائی ــــ تم ہمارے ممدوح کی پاکیزہ زندگی پر ایک نظر کر جاؤ اور کفر و مرتدین و فرقِ ضالین کا جو رَدّ و استیصال فرمایا ہے اُس پُر نظر ڈالو تو بے ساختہ کہہ اُٹھو گے کہ آیہ کریمہ کا خلعتِ فاخرہ تنِ اقدس پر کیسا پُر زیب ہے.

اب ذرا کریمہ مذکورہ کے بعد کی آیت تلاوت کرو فرماتا ہے :-

ویدخلھم جنٰتٍ تجری من تحتھا الانھٰرُ خٰلدین فیھا رضی اللّٰہ عنھم ورضوا عنہُ ط اولٰئِکَ حزبُ اللّٰہ الا انّ حزب اللّٰہ ھمُ المفلحون.

یعنی انہیں باغوں میں اللہ تعالیٰ لے جائے گا نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ہمیشہ رہیں گے اس میں اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، یہی لوگ اللہ والے ہیں خبردار اللہ والے ہی مراد کو پہنچے.

بتاؤں کہ وہ اللہ والا مجدّد کون ہے ؟ جس کو آیہ کریمہ کی بشارت کا وہ حق و استحقاق ہے کہ اگر اولٰئِکَ میں بعد لام کے الف کو کتابت میں ظاہر کردو تو اس کی عمر شریف کی تعداد ۶۸ برس کا پتہ چلتا ہے. اب اولائک کی جگہ ممدوح کا تصور کرو اور پاکیزہ حیات کو سوچ کر بعونہٖ تعالےٰ کہہ سکتے ہو کہ وہ اڑسٹھ برس والا کامل الایمان و مؤید من اللہ تھا.

بتاؤں کہ وہ مؤید من اللہ مجدّد کون ہے ؟ ــــ بے دینوں کا ستیاناس ہو ــــ حاسدوں کا بُرا ہو، وہ وہی مبارک ہستی ہے جس کے علم و کمال و فضل بے مثال نے دشمنوں کی آنکھیں خیرہ کردیں اور اسلام و اہل اسلام کی موجودہ پُرشور و شر زمانہ میں پچپن برس تک مدد و محافظت فرما کر دین کو تازہ زندگی عطا کر کے

Marfat.com

۱۳۴۰ھ کو اڑسٹھ برس کی عمر شریف میں ہماری نگاہوں سے پوشیدہ ہوگیا اور ۲۵ صفر یوم جمعہ مبارکہ کو اپنے رب سے جا ملا
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

بتاؤں کہ وہ محی دین محمد کون ہے ؟ جو اپنی وفات شریف سے چار ماہ بائیس روز قبل بمقام کوہ بھوالی اپنے وصال کی تاریخ یہ بتا چکا ہے بلکہ یہ کہو کہ تاریخ وفات کے لیے بھی جس کی زبان سے قدرت نے یہ آیہ کریمہ تلاوت کرائی ۔

وَیُطَافُ عَلَیْهِمْ بِاٰنِیَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَکْوَابٍ ط

۱۳ ھ ۴۰

یعنی خدام چاندی کے کٹورے اور گلاس لیے اُن کو گھیرے ہیں"

قرآن کریم میں یہ بشارت ابرار کے لیے آئی ہے اور ابرار کے معنی مدارک شریف میں یہ لکھے ہیں :—

هُمُ الصَّادِقُوْنَ فِی الْاِیْمَانِ اَوِالَّذِیْنَ لَا یُؤْذُوْنَ الذَّرَّ وَلَا یُضْمِرُوْنَ الشَّرَّ ۔ یعنی ابرار کے معنی ہیں سچے ایمان دار یا وہ لوگ جو چیونٹی تک کو ایذا نہیں دیتے ۔ اور نہ کسی شر کو پوشیدہ رکھیں ۔

اب پھر ایک مرتبہ ہمارے ممدوح کی نفیس زندگی کے اوراق کا مطالعہ کرو بے اختیار کہہ پڑو گے کہ ایسا سچا ایماندار ایسا شور و شر کا مٹنے والا اور بلا وجہ شرعی کسی کو رنجیدہ نہ کرنے والا کوئی دوسرا دیکھنے میں نہیں آیا اس کو یاد رکھنا کہ تلاوت آیہ کریمہ مذکور کے ساتھ یہ بھی ارشاد کر دیا گیا ہے کہ آیت کریمہ سے وَ کو نہ پڑھو تو بحساب ابجد ۱۳۴۰ھ ہوتے ہیں جو تاریخ وصال حضرت خاتم المحدثین مولانا

Marfat.com

وصی احمد صاحب قدس سرہٗ کی ہے اب اگر دونوں تاریخوں کو ملا کر پڑھو تو یوں کہو کہ۔

یُطَافُ عَلَیْھِمْ بِاٰنِیَۃٍ مِّنْ فِضَّۃٍ وَّاَکْوَابٍ
وَیُطَافُ عَلَیْھِمْ بِاٰنِیَۃٍ مِنْ فِضَّۃٍ وَّاَکْوَابٍ

۱۳ ھ ۴۰

یہ عطف اُس اختصاص باہمی کا پتہ دیتا ہے جو حُضارِ آستانہ پر پوشیدہ نہیں ہے بتاؤں کہ وہ صادق الایمان مجدّد کون ہے؟ جس نے اپنی وفات سے عرب و عجم کو تاریک کر دیا اور جس کی ہزاروں تصانیف عَلیہ اُس کی حیات کو بعونہٖ تعالیٰ باقی رکھے گی جو صرف ایک مکان سے دوسرے مکان منتقل فرمایا گیا مگر اعانت و مدد کا ہاتھ ہمیشہ اسلام و مسلمین پر انشاء اللہ تعالےٰ رہے گا۔

بتاؤں کہ وہ مشہور مجدّد کون ہے؟ جس کے وصال میں عامۂ اہلِ اسلام بے چین ہو کر کہتے ہیں کہ ہمارا امام رخصت ہو گیا —— جمیع علماءِ اسلام کہتے ہیں کہ مجدّد مائۃ حاضرہ وصال فرما گیا اور تمام مشائخ عظام جو مسند رشد و ہدایت کی زینت ہیں فرماتے ہیں کہ قطب الارشاد اُٹھ گیا —— غرض عرب و عجم میں ہلچل پڑ گئی بلکہ ارواحِ طیبہ پر بھی بڑا اثر پڑا —— بتاؤں کہ وہ محبوب و ممدوحِ خلائق مجدّد کون ہے —— ؟ جس کی خبر وفات سُنتے ہی ہر طبقہ کو حسرت کے عالم میں سکتہ ہو گیا اور زبانیں بے ساختہ دعائیں دینے لگیں اور برکتیں حاصل کرنے لگیں —— چنانچہ حضرت والد ماجد قبلہ مدظلہٗ کی زبان مبارک سے بیساختہ نکل گیا کہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۴۰ ۱۳ ھ

دیکھا گیا تو یہ وصال کی تاریخ کا جملہ ہے۔

اب میں ممدوح کا نام و لقب مبارک بتاتا ہوں تم کہو اور کہتے

Marfat.com

رہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ہم کہیں :—

۱۳۴۰ھ

امامُ الھُدیٰ عبدُ المصطفیٰ احمد رضا علیہ الرحمۃ

۱۹۲۱ء
سنہ

بعض واقعات

وصیت نامہ تحریر کرایا پھر اس پر خود عمل کرایا وصال شریف تک کے تمام کام گھڑی دیکھ کر ٹھیک وقت پر ارشاد ہوتے رہے، جب ۲ بجنے میں ۴۰ منٹ باقی تھے وقت پُوچھا — عرض کیا گیا — فرمایا گھڑی کھلی ہوئی سامنے رکھ دو — یکایک ارشاد فرمایا تصاویر ہٹادو، یہاں تصاویر کا کیا کام — یہ خطرہ گذرنا تھا کہ خود ارشاد فرمایا یہی کارڈ لفافہ روپیہ پیسہ — پھر ذرا وقفے سے برادر معظم حضرت مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب سے ارشاد فرمایا وضو کر آؤ قرآن عظیم لاؤ — ابھی وہ تشریف نہ لائے تھے کہ برادرم مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب سلمہ، سے پھر ارشاد ہوا اب بیٹھے کیا کر رہے ہو یٰسین شریف اور سورۂ رعد شریف تلاوت کرو اب عمر شریف سے چند منٹ رہ گئے ہیں حسب الحکم دونوں سورتیں تلاوت کی گئیں، ایسے حضور قلب اور تیقظ سے سنیں کہ جس آیت میں اشتباہ ہوا یا سلنے میں پوری نہ آئی یا سبقت زبان سے زیر زبر میں اس وقت فرق ہوا خود تلاوت فرما کر بتادی — اس کے بعد سیّد محمود علی صاحب ایک مسلمان ڈاکٹر عاشق حسین صاحب کو اپنے ہمراہ لائے اُن کے ساتھ اور لوگ

Marfat.com

بھی حاضر ہوئے، اُس وقت جو جو حضرات اندر گئے سب کے سلام کے جواب دیئے اور سید صاحب سے دونوں ہاتھ بڑھا کر مصافحہ فرمایا ـــــ ڈاکٹر صاحب نے اعلیٰحضرت قبلہ سے حال دریافت کرنا چاہا مگر وہ اُس وقت حکیم مطلق کی طرف متوجہ تھے اُن سے اپنے مرض یا علاج کے متعلق کچھ نہ ارشاد فرمایا ـــــ سفر کی دُعائیں جن کا چلتے وقت پڑھنا مسنون ہے تمام وکمال بلکہ معمول شریف سے زائد پڑھیں، پھر کلمہ طیبہ پورا پڑھا ـــــ جب اُس کی طاقت نہ رہی اور سینہ پر دَم آیا ادھر ہونٹوں کی حرکت وذکر پاس انفاس کا ختم ہونا تھا کہ چہرۂ مبارک پر ایک لمعہ نور چمکا جس میں جنبش تھی جس طرح لمعان خورشید آئینہ میں جنبش کرتا ہے ـــــ اُس کے غائب ہوتے ہی وہ جان نور جسم اطہر حضور سے پرواز کر گئی ـــــ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط ـــــ

خود اسی زمانہ میں ارشاد فرمایا تھا جنہیں ایک جھلک دکھا دیتے ہیں وہ شوق دیدار میں ایسے جاتے ہیں کہ جانا معلوم بھی نہیں ہوتا ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ کو ٹھیک نماز جمعہ کے وقت مجھے اس بات کا مشاہدہ ہوا کہ محبوبانِ خدا بڑی خوشی سے جان دیتے ہیں ـــــ جان کنی کا وقت سخت ترین وقت ہے لوگوں کے چہروں پر وحشت چھا جاتی ہے ورنہ کم از کم شکن پڑ جاتی ہے۔ اور کیوں نہ ہو یہ جسم و رُوح جیسے دو پُرانے دوستوں کے فراق کی گھڑی ہے مگر بجائے کلفت مسرت دیکھی وہ وصال محبوب کی پہلے سے بشارت پا چکے تھے ـــــ وصال محبوب کا وقت قریب آگیا ہے ـــــ عزیز واقارب گرد و پیش حاضر ہیں، مگر کسی کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھتے یقیناً وہ ایسی ذات سے عنقریب ملا چاہتے ہیں، جو اُن کو سب پیاروں سے کہیں زیادہ پیاری اور محبوب حقیقی ہے۔

Marfat.com

غسل شریف

غسل شریف میں علماء عظام اور سادات کرام اور حفاظ شریک تھے۔ جناب سید اظہر علی صاحب نے لحد کھودی ـــــ جناب مولانا امجد علی صاحب نے حسب وصیت شریف غسل دیا ـــــ اور جناب حافظ امیر حسن صاحب مراد آبادی نے مدد دی ـــــ مولنا سید سلیمان اشرف صاحب اور سید محمود جان صاحب اور سید ممتاز علی صاحب اور عم مکرم جناب مولانا محمد رضا خاں صاحب نے پانی ڈالا ـــــ یہ خاکسار اور جناب بھائی حکیم حسین رضا خاں صاحب اور جناب لیاقت علی خانصاحب رضوی اور منشی خدا یار خاں صاحب رضوی پانی دینے میں مصروف رہے ـــــ مولانا مصطفٰے رضا خاں صاحب علاوہ دیگر خدمات غسل کے وصیت نامہ کی دُعا بھی لوگوں کو یاد کراتے رہے ـــــ مخدومنا مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب نے مواضع سجود پر کافور لگایا ـــــ جناب مولانا مولوی سید محمد نعیم الدین صاحب نے کفن شریف بچھایا ـــــ میں نے نام اور کام اپنی نا تمام یاد پر لکھے ہیں اگر کسی صاحب کے نام و کام سے سہو ہُوا ہو تو معاف فرمائیں ـــــ عین وقت غسل ایک حاجی صاحب اعلحضرت قبلہ سے ملنے تشریف لائے اُنہیں یہاں آکر وصال شریف کی خبر ہوئی تحفہ میں زمزم شریف اور مدینہ طیبہ کا عطر اور دیگر تبرکات ساتھ لائے تھے۔ زمزم شریف میں کافور تر کیا گیا اور خلعت رخصت میں لگا دیا گیا ـــــ تاجدار مدینہ کے قربان (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کہ مدینہ طیبہ سے سرکاری عطا عین وقت پر پہنچی وصالِ محبوب کے لیے وہ اُن کی خوشبوئیں

Marfat.com

سے بسے ہوئے سدھارے ____ غسل شریف سے فراغ حاصل ہونے پر عورتوں کو زیارت کا موقع دیا گیا گھر میں عورتوں کی اور باہر مردوں کی بے حد کثرت تھی۔ عورتوں نے زیارت کر لی ____ لوگوں میں ایسا جوش کبھی نہ دیکھا گیا ____ کاندھا دینے کی آرزو میں آدمی پر آدمی گرتا تھا ____ وجد و شوق نے لوگوں کو از خود رفتہ و بے خود بنا دیا تھا جو جنازہ تک پہنچ لیے وہ ہٹنے کا نام تک نہ لیتے تھے ____

____ وہابی، رافضی، نیچری، حتیٰ کہ گاندھوی تک بکثرت شریک تھے ____ ایک رافضی المذہب انتہائی کوشش اور پوری قوت صرف کر کے جنازہ تک پہنچا اُسے ایک سُنّی نے یہ کہہ کر ہٹا دیا کہ مدت العمر اعلیٰحضرت کو تم لوگوں سے نفرت رہی جنازہ کو کاندھا نہ دینے دوں گا ____ اُس نے کہا کہ بھائی! اب مجھے یہ کہاں ملیں گے مجھے اب للّٰہ نہ روکو ____ جنازہ ہر وقت کم از کم بیس کاندھوں پر رہا شہر میں کسی جگہ نماز کی گنجائش نہ تھی، عیدگاہ میں نمازِ جنازہ ہوئی۔ پہلے سے عیدگاہ کے کسی معین راستہ کا اعلان نہ تھا مگر دو رویہ چھتیں عورتوں سے اور راستے مردوں سے بھرے ہوئے منتظر تھے کہ امام اہل سنّت کا یہ آخری جلوس ہے لاؤ نظارہ کر لیں ____ بعدِ نماز عیدگاہ میں زیارت کرائی گئی اور واپسی پر تمام راہ میں لوگوں نے دل کھول کر زیارت کی۔ حسب وصیت کروڑوں[1] درود والی نظم نعت خواں پڑھ رہے تھے۔

---

[1] یہ نظم حدائق بخشش حصہ دوم میں طبع ہوئی ہے ؛

وصایا شریف

پر

اعتراضات مع جوابات

مولانا یٰسین اختر مصباحی مدظلہ العالی

Marfat.com

وصایا شریف

پر اعتراضات کے جوابات

از: حضرت مولانا یٰسٓ اختر مصباحی صاحب مدظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

مجدد اسلام امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے اس دُنیائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرماتے وقت مسلمانانِ اہلسنت کے لیے بہت سی رُوح پرور، جاں نواز اور ایمان افروز وصیتیں فرمائی تھیں۔ جنہیں امام احمد رضا فاضل بریلوی کے برادر زادہ حضرت مولانا حسنین رضا خاں ابن حضرت مولانا حسن رضا خاں بریلوی قدس سرہما نے قلم بند فرما کر شائع کیا تھا اور نصف صدی بیشتر سے لے کر آج تک کروڑوں اسلامیانِ ہند و پاک اس مجموعہ ہدایت کو اپنے لیے ایک انمول دستور العمل سمجھتے رہے ہیں کیونکہ اس کے سارے مشتملات کتاب و سنت و اقوال علمائے اُمت کے عین مطابق اور ان کے شارح و ترجمان ہیں۔

لیکن بعض عاقبت نااندیش علمائے دیوبند جو بارگاہِ خدا و رسول میں اپنی اور اپنے بزرگوں کی، توہین آمیز عبارتوں کے جوابات سے عاجزی کی خجالت دُور کرنے کے لیے علماء اہل سنت کی کتابوں میں غلطیاں تلاش کرتے پھرتے ہیں۔

Marfat.com

اور کچھ نہیں ملتا تو زبردستی غلطی بنا کر عوام میں اس کا پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔ اس کتابچہ کے ساتھ بھی ان کی وہی مذموم حرکت ہوئی اور دو تین جگہ اعتراضات جڑ دیئے جن کا اس مضمون میں ایسا مُنہ توڑ جواب دیا گیا ہے کہ اگر شرم وحیا اور دیانت کا ذرا سا حصّہ بھی دل میں ہو تو پھر سر نہ اُٹھائیں ——— اور یہ کوئی پہلا جواب نہیں۔ قہرِ خداوندی، برقِ خداوندی اور العذاب الشدید وغیرہ میں بارہا جواب دیا گیا۔ اور ادھر ۱۳۹۰ھ میں نائب مفتیٔ اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی مدظلہٗ نے اپنی لاجواب کتاب "تحقیقات" میں نہایت تفصیل کے ساتھ علمائے دیوبند کے دسیوں باطل اعتراضات کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دی ہیں اور حق کو آفتاب نصف النہار کی طرح واضح اور روشن و منوّر کر دیا ہے۔

اب آپ علی الترتیب وصایا پر اعتراض اور اس کا تحقیقی و الزامی جواب ملاحظہ فرماتے چلیں۔

۱

وصایا شریف میں ہے: ———

"رضا حسین اور حسنین اور تم سب محبت و اتفاق سے رہو اور حتی الامکان اتباعِ شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ اللہ توفیق دے۔"

اعتراض:۔ اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے میرا دین و مذہب کہہ کر یہ ظاہر کیا کہ انہوں نے کوئی نیا دین قائم کیا ہے۔ اور اتباعِ شریعت کے لیے تو یہ وصیّت کی کہ "جہاں تک ہو سکے" اتباعِ شریعت نہ چھوڑو اور اپنے دین و مذہب کو اتنا بڑھا دیا کہ اس پر مضبوطی سے قائم رہنے کو ہر فرض سے اہم فرض بتایا۔

جواب:۔ یہ اعتراض محض جہالت یا عناد کی پیداوار ہے۔ اصطلاحًا

Marfat.com

عملی احکام کو شریعت کہا جاتا ہے اور اعتقادیات کو دین سے تعبیر کیا جاتا ہے
عوام وخواص سبھی جانتے ہیں کہ احکام شرعیہ بقدر طاقت ہیں قرآن فرماتا ہے
لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا مگر ضروریات دینیہ پر ایمان ہر وقت
ضروری ہے۔ اس میں حتی الامکان کی شرط نہیں ———— اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ
وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ ———— اس جواب سے ظاہر ہو گیا کہ
اتباع شریعت کے ساتھ حتی الامکان کی قید نص قرآنی کے مطابق ہے اور دین و ایمان
پر قائم رہنے کی مذکورہ تاکید اور اس کا ہر فرض سے اہم فرض ہونا بھی قرآن و
حدیث کی ہدایت کے بالکل مطابق ہے۔

رہا یہ وسوسہ کہ میرا دین و مذہب سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے کوئی
الگ دین قائم کیا تو یہ صرف عناد اور ضد و نفسانیت کا نتیجہ ہے
ظاہر ہے کہ امام احمد رضا قدس سرہٗ مسلمان تھے اگر کوئی مسلمان میرا دین و
مذہب بولے تو ہر شخص سمجھ لے گا کہ وہ اسلام ہی کو اپنا دین و مذہب کہہ
رہا ہے۔ چونکہ اس نے اسے اختیار کیا ہے اس لیے اس کو اپنی طرف اضافت
کر کے اپنا دین و مذہب کہہ رہا ہے۔ مسلمانوں کے محاورات اور علمائے اسلام
کی کتابوں میں اس کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں اور کبھی کسی کو یہ خدشہ
نہیں گزرتا کہ جس مسلمان نے اسلام کہنے کے بجائے میرا دین و مذہب کہا
اس نے کوئی الگ دین قائم کر رکھا ہے۔ اس قسم کا وسوسہ صرف دیوبندی
ذہن کی خصوصیت ہے اور وہ بھی علمائے حق کے ارشادات میں ورنہ آگے
آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ خود علمائے دیوبند نے کیسی کیسی عبارتیں لکھی ہیں مگر ان
کے ماننے والوں کو وہ سب کی سب بے غبار نظر آتی ہیں۔

خاص بات یہ ہے کہ امام احمد رضا قدس سرہٗ دیوبندی ”ذہانت“ سے
خوب آشنا تھے شاید اسی لیے میرا دین و مذہب کہنے پر اکتفا نہ کی بلکہ وضاحت
کے ساتھ فرمایا ”میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے“ اب اگر

Marfat.com

مخالفین کے پاس آنکھیں ہوں تو دیکھیں کہ امام اہل سنّت کی کتابوں سے کون سا دین و مذہب ظاہر ہو رہا ہے ——— اسلامیان عالم تو ایک صدی سے دیکھ رہے ہیں کہ امام احمد رضا قدس سرہٗ ہمیشہ اسی دین و مذہب کی تبلیغ و حمایت فرمائی ہے، جو قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور جو چودہ سو برس سے صحابہ و تابعین، ائمۂ مجتہدین و محققین دین اور معتمد علمائے اسلام کا مذہب رہا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے اسی مذہب پر قائم رہنے کی تاکید فرمائی ہے اور اسے ہر فرض سے اہم فرض بتایا ہے۔

بات واضح تھی مگر مزید اطمینانِ قلب کے لیے چند شواہد بھی ملاحظہ فرماتے چلیں ———۔

(۱) خداوند قدوس ارشاد فرماتا ہے:۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ ۔

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا۔

کیا اس سے یہ مراد ہے کہ تمہارا ایجاد کردہ دین؟

(۲) نکیرین قبر میں سوال کرتے ہیں ما دینك تیرا دین کیا ہے ——— مومن بندہ جواب دیتا ہے ——— دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ میرا دین اسلام ہے ——— کیا اس کا یہ معنی ہے کہ "میرا ایجاد کردہ دین" اسلام ہے؟

(۳) حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔ ثُمَّ اعْتِقَادِیْ مَذْھَبُ النُّعْمَان ——— یعنی قیامت کے لیے میرا جو اندوختہ ہے وہ مذہب نعمان پر میرا اعتقاد ہے ——— کیا امام اعظم ابو حنیفہ النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوئی جدید مذہب ایجاد کیا تھا جس پر اعتقاد رکھنے کو ان کے شاگرد امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے ذخیرۂ آخرت سمجھا؟

اتنی تفصیل و وضاحت کے بعد بھی علمائے دیوبند کو سمجھ نہ آئے تو اپنے بزرگوں کی مندرجہ ذیل عبارتوں کا جواب تلاش کریں اور ہمیں بھی اطلاع دیں۔

Marfat.com

(۱) دیوبندی قطب الاقطاب رشید احمد گنگوہی کے بارے میں تذکرۃ الرشید مرتبہ مولانا عاشق الٰہی میرٹھی میں ہے۔

آپ نے کئی مرتبہ بحیثیت تبلیغ یہ الفاظ زبان فیض ترجمان سے فرمائے :۔

"سُن لو! حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے۔ اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں مگر اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر۔"[1]

غور کریں یہ نہ فرمایا کہ "رشید احمد کی زبان سے جو نکلتا ہے حق ہوتا ہے" ـــــ اتنا بھی نہیں کہ "حق وہ ہے جو میری زبان سے نکلے"۔ ـــــ یوں فرمایا کہ "حق وہی ہے" جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے ـــــ لہٰذا کوئی آیتِ قرآنی ہو یا حدیثِ نبوی یا صحابہ و ائمہ اور ساری دُنیا کے معتمد علماء کے ارشادات، یا خود علماء دیوبند کے اقوال، جو بھی آں جناب کی زبان سے نہیں نکلتے وہ حق نہیں۔

مزید ملاحظہ ہو کہ امام احمد رضا قدس سرہٗ نے تو اپنے فرزندوں کو اتباعِ شریعت کا حکم دیا مگر آں جناب تو خود اپنی اتباع کی دعوت دے رہے ہیں اور اتنے ہی پر بس نہیں، فرماتے ہیں کہ "ہدایت و نجات ـــــ موقوف ہے ـــــ میرے اتباع پر ـــــ"۔

(۲) دیوبندی شیخ الہند محمود الحسن صاحب ان ہی گنگوہی صاحب کی شان میں عرض کرتے ہیں :۔

ہدایت جس نے ڈھونڈی دوسری جا گہ ہوا گمراہ، وہ "میزاب ہدایت" تھے، کہیں کیا نص قرآنی ـــــ۔

(۳) دیوبندی حکیم الامت و جامع المجددین کے بارے میں مولانا عاشق الٰہی میرٹھی کس یقین و اذعان کے ساتھ لکھتے ہیں :۔

---

[1] ص ۱۷، جلد دوم مکتبہ عاشقیہ قیصر گنج روڈ، میرٹھ۔

Marfat.com

وَاللّٰہِ العظیم مولانا تھانوی کے پاؤں دھوکر پینا نجاتِ اُخروی کا سبب ہے۔[1]

④ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کی ''تحریر'' کے بارے میں یہ رائے گرامی'' بھی ملاحظہ فرماتے چلیں۔

مولانا خلیل احمد صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ ان کے فیضان مسلمانوں اور طالبانِ ہدایت پر سدا قائم رہیں واقعی اس قابل ہیں کہ ان پر اعتماد کیا جاوے اور ان سب کو مذہب قرار دیا جاوے اور یہی عقیدہ ہے ہمارا اور ہمارے مشائخ کا ——— اور میں ہوں بندۂ ارذل محمد بن افضل یعنی سہول عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند۔[2]

⑤ ۱۹ر رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ کی ایک مجلس شیخ زکریا سہارنپوری کے ملفوظات میں مولانا تقی الدین ندوی مظاہری نے لکھا ہے (اس مجلس میں مولانا منظور نعمانی اور مولانا ابوالحسن ندوی بھی شریک تھے۔)

ارشاد فرمایا:۔ مولوی منفعت علی صاحب جو میرے ابا جان (محمد یحیٰ کاندھلوی) کے شاگرد تھے، بعد میں حضرت تھانوی صاحب سے ان کا تعلق ہوگیا تھا انہوں نے مجھے ایک خط لکھا کہ تیری لیگ اور کانگریس کے بارے میں کیا رائے ہے؟ ——— میں نے جواب دیا کہ میں سیاسی آدمی نہیں ہوں البتہ اپنے دونوں بزرگوں حضرت تھانوی و حضرت مدنی کو آفتاب و ماہتاب سمجھتا ہوں۔ ان دونوں میں جس کا اتباع کرو مفید ہوگا۔

ہمارے اکابر حضرت گنگوہی و حضرت نانوتوی نے ''جو دین قائم کیا تھا'' اس کو مضبوطی سے تھام لو'' ——— اب رشید و قاسم پیدا ہونے

[1] تذکرۃ الرشید اول ص ۱۱۳ مکتبہ عاشقیہ میرٹھ۔
[2] ماضی السفر تین ترجمۃ المہند مطبع قاسمی دیوبند۔

Marfat.com

سے رہے بس ان کے اتباع میں لگ جاؤ۔ ؎

خط کشیدہ الفاظ کو بار بار پڑھیے یہاں تو صراحت کے ساتھ لکھا ہوا ہے کہ "حضرت گنگوہی و حضرت نانوتوی نے جو دین قائم کیا تھا اس کو مضبوطی سے تھام لو۔" ——— اپنی آنکھوں کا شہتیر نظر نہیں آتا اور دوسرے کی آنکھوں میں تنکا تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ ؎

تم بھلا پیچ نکالو گے مری قسمت کے
اپنی زلفوں کے تو بل تم سے نکالے نہ گئے

(۲)

وصایا کے اندر امام احمد رضا قدس سرہٗ کے مختصر حالات میں ہے "زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے سنا کہ اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اتباع سنت کو دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی زیارت کا لطف آگیا۔ یعنی اعلیٰ حضرت قبلہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے زہد و تقویٰ کا مکمل نمونہ اور مظہر اتم ہیں۔"

اس عبارت میں تحریف کر کے وہابی کاتب نے "لطف آگیا" کی جگہ "شوق کم ہو گیا" بنا دیا۔ اس تحریف پر آگاہی کے بعد مرتب وصایا کی طرف سے صفائی و رجوع کے باوجود ابھی تک ہنگامہ مچایا جا رہا ہے (اور تحریف الحاق تو وہابیت کے خمیر ہی میں داخل ہے۔ جیسا کہ شمارہ جولائی ۸۹ء کے اداریہ کے ذریعہ قارئین حجاز اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہو چکے ہیں)

قہر خداوندی مطبوعہ بمبئی ۱۳۵۵ھ ص ۶ پر ہے :-

حضرت مولانا حسنین رضا خاں صاحب (مرتب وصایا) سے دریافت کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ اس مضمون کا عنوان بیان غلط ثابت ہو گیا ہے جس کی

؎ ص ۱۲۶ صحبت با اولیاء مطبوعہ نامی پریس لکھنؤ۔ بار اوّل (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

Marfat.com

وجہ یہ ہے کہ کاتب ایک وہابی تھا اس کی وہابیت ظاہر ہونے پر اس کو نکال دیا گیا۔ اور اہم کاموں میں میری مصروفیت و مشغولیت کے سبب یہ رسالہ بغیر تصحیح کے شائع ہو گیا۔ اصل عبارت یہ تھی (وہی جو ابتداء میں درج کی گئی) اس عبارت کو اس وہابی کاتب نے تحریف کر کے لکھ ڈالا۔ مگر چونکہ میری غفلت و بے توجہی اس میں شامل ہے اس لیے میں مخالفوں کا احسان مانتے ہوئے کہ انہوں نے اس عبارت پر مجھے مطلع کر دیا (عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد) اپنی غفلت سے توبہ کرتا ہوں اور سُنی مسلمانوں کو اعلان کرتا ہوں کہ وصایا شریف کے صفحہ ۲۴ میں اس عبارت کو کاٹ کر عبارت مذکورۂ بالا لکھیں۔ طبع آئندہ میں انشاء اللہ اس کی تصحیح کر دی جائے گی۔

یہ ہے علماء اہلسنت کا اخلاص اور خوفِ خدا کہ ذرا سی غفلت سے بھی توبہ شائع کر رہے ہیں۔ مخالفین کو تو اس سے عبرت حاصل کرتے ہوئے خدا اور رسول کی بارگاہوں میں کی ہوئی اہانتوں سے توبہ شائع کرنی چاہیے تھی مگر انہوں نے اسے عار سمجھ کر نار کو ترجیح دی ——— اور اہل سنت کے خلاف ان کی صفائی اور رجوع کے بعد بھی واویلا مچاتے ہوئے شرم نہیں کرتے

کتابت میں غلطی یا دیدہ و دانستہ تحریف کوئی نادر چیز نہیں صدر الافاضل حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی قدس سرہ کی تفسیر خزائن العرفان کو کنزالایمان کے ساتھ تاج کمپنی لاہور نے شائع کیا تو اس میں چوبیس جگہ وہابی کاتب نے تحریف کی ——— بہارِ شریعت از صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی صاحب اعظمی قدس سرہٗ مطبوعہ اشاعت الاسلام دہلی میں تو کتابت کی بے شمار غلطیاں نظر آتی ہیں۔

دیوبندیوں کے شیخ الہند محمود الحسن ——— کی ایضاح الادلہ مطبوعہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء مجلس معارف مرکزی سورت۔ گجرات ؛

Marfat.com

رحیمیہ دیو بند کے صفحہ ۹۳ پر ہے ۔ ــــ

"فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول والی اولوا الامر منکم ۔"

آیت تو یہ ہے :ــــ

فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر ۔

مگر شیخ الہند کی مذکورہ آیت قرآن حکیم کے تیس پاروں میں کہیں نہ ملے گی ــــ اور لطف یہ ہے کہ آخری ٹکڑا نادانستہ نہیں ہے ۔ بلکہ اسی "الی اولوا الامر منکم" سے انہوں نے اپنے مطلب کا اثبات کیا ہے ــــ ۔

دیو بندی شیخ الاسلام حسین احمد مدنی شیخ الحدیث دارالعلوم دیو بند کی کتاب "الشہاب الثاقب" کتب خانہ اعزازیہ دیو بند کے صفحہ ۹۷ پر ہے : ــــ

"دجالِ زمانہ حضرت شمس العلماء العاملین و بدر الفضلاء الکاملین (تا) مولانا الحافظ المولوی اشرف علی تھانوی صاحب پر تہمت لگائی ۔"

فاعتبروا یا اُولی الابصار ۔

(۳)

وصایا شریف میں فاتحہ کے سلسلے میں ہے : ــــ

اعزاء سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں ــــ دودھ کا برف خانہ ساز اگرچہ بھینس کے دودھ کا ہو ۔ مرغ کی بریانی ۔ مرغ پلاؤ ۔ خواہ بکری کا شامی کباب ۔ پراٹھے اور بالائی ۔ فیرینی ۔ اُرد کی بھریری ۔ دال مع ادرک ولوازم ۔ گوشت بھری کچوریاں ۔ سیب کا پانی ۔ انار کا پانی ۔ سوڈے کی بوتل

Marfat.com

دودھ کا برف ـــــــــ اگر روزانہ ایک چیز ہو سکے یوں کر دیا جیسے مناسب جانو۔ مگر بطیب خاطر میرے لکھنے پر مجبوراً نہ ہو۔

ہر شخص اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ بعد وصال ان اشیاء پر فاتحہ دلانے کا مقصد صرف فقراء کی غمگساری و ہمدردی ہے کہ زندگی میں تو خود ان کی خبر گیری و دستگیری فرماتے رہے بعد انتقال کے یہ انتظام فرما گئے۔

کیونکہ مذکورہ وصیت سے پہلے والی وصیت میں صراحۃً آپ فرما چکے ہیں کہ: ـــــــ

فاتحہ کے کھانے سے اغنیا کو کچھ نہ دیا جائے صرف فقراء کو دیں اور وہ بھی اعزاز اور خاطر داری کے ساتھ۔ نہ جھڑک کر۔ غرض کوئی بات خلافِ سنّت نہ ہو۔"

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے رب تعالیٰ سے دُعا کی :۔

اللّٰھم انی اسألک فعل الخیرات و ترک المنکرات وحب المساکین۔

اے اللہ میں نیکیاں کرنے، برائیاں چھوڑتے رہنے اور مساکین سے محبت کرتے رہنے کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔

اسی سنّتِ رسول پر عمل کرتے ہوئے امام اہلسنّت نے بھی اپنی ساری عمر غرباء و مساکین سے محبت اور ان کی امداد و اعانت میں گزاری ـــــــ متکبر مالداروں سے آپ کو سخت نفرت و وحشت رہی۔ اور ان کے مقابلے میں بھی غریب و محتاج مسلمانوں کو ہمیشہ ترجیح دیتے رہے۔ چنانچہ ملک العلماء مولانا ظفرالدین بہاری سابق پرنسپل مدرسہ شمس الہدیٰ پٹنہ اس سلسلہ میں ایک واقعہ تحریر فرماتے ہیں :ـــــــ

"جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک صاحب جن کا نام مجھے یاد نہیں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور اعلیٰ حضرت بھی کبھی کبھی

Marfat.com

ان کے یہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور ان کے ہاں تشریف فرما تھے کہ ان کے محلے کا ایک بے چارہ غریب مسلمان ٹوٹی ہوئی پرانی چارپائی پر جو صحن کے کنارے پڑی تھی جھجکتے ہوئے بیٹھا ہی تھا کہ صاحب خانہ نے نہایت کڑوے تیوروں سے اس کی طرف دیکھنا شروع کیا، یہاں تک کہ وہ ندامت سے سر جھکائے اُٹھ کر چلا گیا۔ حضور کو صاحب خانہ کی اس مغرورانہ روش سے سخت تکلیف پہنچی مگر کچھ فرمایا نہیں ——— کچھ دنوں بعد وہ حضور کے یہاں آئے حضور نے اپنی چارپائی پر جگہ دی۔ وہ بیٹھے ہی تھے کہ اتنے میں کریم بخش حجام حضور کا خط بنانے کے لیے آئے۔ وہ اس فکر میں تھے کہ کہاں بیٹھوں۔ حضور نے فرمایا کہ بھائی کریم بخش! کیوں کھڑے ہو؟ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اور ان صاحب کے برابر بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ وہ بیٹھ گئے ——— پھر تو ان صاحب کے غصّہ کی یہ کیفیت تھی کہ جیسے سانپ پھنکاریں مارتا ہے۔ اور فوراً اُٹھ کر چلے گئے۔ پھر کبھی نہ آئے ——— خلافِ معمول جب عرصہ گزر گیا تو حضور نے فرمایا اب فلاں صاحب تشریف لاتے ہیں؟ پھر خود ہی فرمایا میں بھی ایسے متکبر مغرور سے ملنا نہیں چاہتا۔" [۱]

اس طرح کے بہت سے قیمتی واقعات آپ کی تاریخِ حیات سے وابستہ ہیں۔ بعدِ وفات لذیذ مرغوب چیزوں پر فاتحہ دے کر فقراء و مساکین کو کھلانے کی یہ وصیّتِ مبارکہ بھی آپ کے اخلاقِ کریمانہ کی ایک عمدہ مثال ہے کہ اس طرح یہ مفلس و محتاج مسلمان بھی انواع و اقسام کے خوش ذائقہ کھانوں سے شکم سیر ہو کر دُعائے سعادت و عافیت دیتے ہوئے جائیں گے۔

یہ پہلو بھی قابلِ لحاظ ہے کہ آپ کے شہزادوں کی پرورش محبتِ فقراء و مساکین کے ماحول میں ہوئی تھی مگر اس کے باوجود ہدایت فرمائی کہ فاتحہ

---

[۱] ص ۴۰۔ حیات اعلیٰ حضرت جلد اوّل مطبوعہ کراچی

Marfat.com

اچھی چیزوں پر دے کر انہیں ضرورت مندوں اور مستحقین کے درمیان تقسیم کر دیا جائے۔ عام لوگوں کی طرح ایسا نہ ہو کہ خود تو اچھے سے اچھا کھائیں اور دوسروں کے لیے معمولی چیزیں پیش کریں۔ یہ شان مسلم اور مومنانہ اخلاق کے قطعاً خلاف ہے۔

یہ بھی فرمایا کہ بطیب خاطر ممکن ہو تو ایسا کیا جائے اگر عسرت و تنگدستی یا کوئی رکاوٹ درپیش ہو تو اس پر ہرگز جبر و اکراہ نہیں بلکہ جو میسر آ جائے اسی پر فاتحہ دے دیں۔ تاکہ اس کا ثواب پہنچتا رہے۔

اس وصیت کے کسی ایک جملے سے بھی یہ مطلب نہیں نکلتا کہ مجھے اپنے اس عالم نزع میں ان کھانوں کی خواہش ہے۔ تم ابھی انہیں مہیا کر دو۔ یا بعد وفات میری قبر میں رکھ دینا۔ یا اے عقیدت مندو! تم یہ چیزیں پس مرگ میرے اہل و عیال کے لیے فراہم کر دینا وغیرہ وغیرہ۔

اپنے اعزاء و اقرباء کے لیے سارے "وصایا" میں کہیں کوئی ایسی خواہش نہیں ملتی بلکہ دم واپسیں بھی آپ کو اسلام و ایمان اور مسلمانوں کی بقاء و حرمت، اپنی نجات و مغفرت اور خاتمہ بالخیر ہی کا خیال ہے اور اسی محور پر آپ کی ساری وصیتیں گردش کر رہی ہیں —— اس کے باوجود علماء دیوبند کی چہ میگوئیاں حد درجہ حیرت انگیز اور تعجب خیز ہیں —— انہیں تو خود اپنے گھر کی خبر لینی چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ اندرون خانہ کیا کیا گل کھلائے جا رہے ہیں۔

مٹھائی کھانے کے لیے ان کے شیخ الاسلام، شیخ الحدیث و صدر جمعیۃ العلماء ہند کا یہ مضحکہ خیز منظر ملاحظہ فرمائیں۔

"حضرت حسین احمد مدنی جی فرماتے —— حاجی (بدرالدین) صاحب آپ مٹھائی کیوں نہیں لائے؟ تو میں عرض کرتا کہ حضور میرے پاس پیسے نہیں ہیں تو حضرت طالب علموں کو حکم دیتے کہ ان کی تلاشی لی جائے پھر کیا

Marfat.com

تھا جتنے بھی طالب علم ہوتے سب کے سب میرے اوپر ٹوٹ پڑتے اور جو رقم میرے پاس ہوتی سب کی مٹھائی منگائی جاتی اور حصہ سے تقسیم ہوتی اور کبھی کبھی تو حضرت میری شیروانی مذاق سے چھین کر اپنے پاس رکھ لیتے اور کہتے کہ جب واپس ہوگی جب مٹھائی کے واسطے پیسے دوگے۔ جب مجھ کو پیسے دینے پڑتے ــــــ حضرت کو بھلا کس بات کی کمی تھی آپ کے پاس ہزاروں من مٹھائیاں تھیں۔ ؎

وقت مرگ مشائخ دیوبند کی یہ ہلچل ملاحظہ فرمائیں :۔

"کچھ عجیب اتفاق ہے کہ عموماً تمام مشائخ (دیوبند) اور خصوصاً مولانا محمد قاسم نے آخر وقت میں پھل کی خواہش کا اظہار فرمایا۔ چنانچہ مولانا محمد قاسم نے آخر وقت میں پھل کی خواہش کا اظہار فرمایا۔ چنانچہ مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے لیے لکھنؤ سے ککڑی منگائی گئی۔ حضرت (حسین احمد مدنی) نے بھی آخر وقت میں سردے کی خواہش کا اظہار فرمایا۔

اور معاذ اللہ اسلاف کی سنت پر طبیعت اس درجہ مجبور ہوئی کہ مولانا قاسم صاحب اور مولانا شاہد صاحب فاخری ملاقات کو تشریف لائے تو فرمایا کہئے کیا آج کل سردا نہیں مل سکتا۔ انہوں نے فرمایا ضرور مل جائے گا چونکہ اس سے قبل مولانا اسعد صاحب، مولانا فرید الوحیدی صاحب وغیرہ نے دہلی، سہارنپور، میرٹھ ہر جگہ تلاش کیا مگر کہیں دستیاب نہ ہوا۔ اس لیے حضرت نے فرمایا کہاں مل سکتا ہے؟ مولانا وحید الدین صاحب قاسمی نے عرض کی انشاء اللہ دہلی میں مل جائے گا ــــــ مولانا شاہد صاحب نے عرض کیا کہ جی ہاں تلاش کے بعد بہت امید ہے کہ مل جائے گا۔

؎ ص ۹۵ کالم ۲ ؎ شیخ الاسلام نمبر الجمعیۃ دہلی ؎ تکرار عبارت کا سبب نقل صحت کو قائم رکھا گیا ہے

Marfat.com

اور یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ حضرت نانوتوی کے لیے لکھنؤ سے ککڑی منگائی گئی تھی تو حضرت کے لیے مولانا سجاد حسین کی معرفت کراچی سے اور مولانا حامد میاں صاحب نے لاہور سے سردا بھیجا۔ [1]

دیوبندی قطب الاقطاب رشید احمد گنگوہی کی عادتِ حلوہ خوری ملاحظہ ہو:۔

ایک صاحب نے حضرت گنگوہی سے عرض کیا تھا کہ حضرت دانت بنوا لیجئے۔ فرمایا کیا ہوگا دانت بنوا کر پھر روٹیاں چبانی پڑیں گی اب تو دانت نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو رحم آتا ہے۔ نرم نرم حلوہ کھانے کو ملتا ہے۔ [2]

تھانوی صاحب مرتے وقت اپنی اہلیہ صاحبہ کے لیے مریدوں اور عقیدت مندوں کو وصیت کر گئے کہ :۔

"میرے بعد بھی میرے تعلق کا لحاظ غالب ہو۔ وصیت کرتا ہوں کہ بیس آدمی مل کر اگر ایک ایک روپیہ ماہواران (بیوی صاحبہ) کے لیے اپنے ذمہ رکھ لیں تو امید ہے کہ ان کو تکلیف نہ ہوگی۔" [3]

مہمانوں کے ساتھ تھانوی صاحب کی بدخلقی بھی دیکھتے چلیں جس میں ان کی زندگی کا معمول اچھی طرح جھلکتا ہے فرماتے ہیں :۔

"میرے یہاں اگر کوئی مہمان آتا ہے تو میں سادہ اور معمولی کھانا مہمان کے ساتھ کھاتا ہوں۔ اگر مہمان نہیں ہوتا تو معمول کے علاوہ کچھ ایسی غذا بھی کھاتا ہوں جس سے قوت حاصل ہو مثلاً دودھ یا حلوہ وغیرہ" [4]

---

[1] ص ۱۱۴ کالم نمبر ۲، نمبر ۳ شیخ الاسلام نمبر الجمعیتہ دہلی۔

[2] ص ۲۳۔ افاضات الیومیہ جلد دوم [3] تنبیہات وصیت ص۲۔

[4] ص ۱۷ افاضات الیومیہ جلد نمبر ۷ ٭

Marfat.com

بلکہ نذرانے بیچنے کا بھی کاروبار کیا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں :۔

"بعض چیز تو ایسی ہوتی ہے کہ آتے ہی کام میں آجاتی ہے لیکن بعض چیز ایسی آتی ہے کہ سوچنا پڑتا ہے کہ آخر اس کو کیا کروں۔ یا کسی کو دیدی یا اگر بخل کا غلبہ ہوا تو سوچا کہ اجی مفت کسی کو کیوں دوں ؟ لاؤ بیچو جی۔ چنانچہ بیچ کر دام کھرے کر لیے۔" [1]

کوئی غریب دعوت دے دیتا تو اس کی جان پر بن آتی تھی۔ اہتمام شکم پروری کی اس سے بدترین مثال شاید کہیں اور نہ ملے۔ تھانوی صاحب خود ارشاد فرماتے ہیں :۔

"ایک شخص نے میری اور ان کی دعوت کی ...... اس بھلے مانس نے چاول پکوائے وہ بھی کھانے کے قابل نہیں۔ جب کھانے بیٹھے میں نے میزبان سے کہا کچھ اور بھی ہے ؟ کہا نہیں۔ میں نے کہا یہ تو کھانے کے قابل نہیں۔ اب کیا کھاویں .... کہیں سے روٹی لاؤ۔ کہا روٹی تو نہیں پکائی ــــــ میں نے کہا ہم نہیں جانتے جب دعوت کی ہے تو کھلاؤ اور کہیں سے کھلاؤ۔ بھوکے تھوڑا ہی جائیں گے اور کھائیں گے روٹی ! کہا روٹی کہاں سے لاؤں ؟ ــــــ میں نے کہا گھر میں نہیں تو محلہ میں تو ہے۔ مانگ کر لاؤ ــــــ گیا مصیبت کا مارا دال روٹی لایا۔ خوب پیٹ بھر کر روٹی کھائی۔

میں نے مولوی محمد عمر صاحب سے بھی روٹی کھانے کو کہا مگر وہ بہت خلیق تھے کہنے لگے اس کی دل شکنی ہوگی۔ میں نے کہا ہماری جو شکم شکنی ہوگی۔" الخ [2]

تھانوی صاحب کی اس بے رحمی کی وجہ یہ تھی کہ بقول ان کے دوسرے

---

[1] ص ۵ اشرف المعمولات تھانوی [2] ص ۳۰۰۔ افاضات الیومیہ جلد اوّل۔ ٭

Marfat.com

کا کھاتے کھاتے مُفت خوری کی لت پڑ گئی تھی۔ چنانچہ ان کی زندگی کا سارا نقشہ یہ ہے۔ فرماتے ہیں :۔

”میری ساری عمر مفت خوری میں کٹی ہے۔ پہلے تو باپ کی کمائی کھائی۔ بس بیچ میں بہت تھوڑے دنوں تنخواہ سے گزارا ہوا۔ پھر اس کے بعد سے پھر وہی سلسلہ مفت خوری کا جاری ہے۔ یعنی مدت سے نذرانوں پر گزر ہے نہ کچھ کرنا پڑتا ہے نا کمانا۔“ [۱]

علمائے دیو بند کو ان کے گھر تک پہنچانے کے بعد آپ پلٹ کر دیکھیں کہ کس مخلص و بے ریا شخصیت کے بارے میں انہوں نے ریشہ دوانیاں اور ہرزہ سرائیاں کی ہیں۔ ——— امام اہل سنّت حضرت مولانا احمد رضا قادری کی جلوت کا حال تو ان کی ایک ہزار تصانیف کے صفحات پہ آفتاب و ماہتاب کی طرح جلوہ گستر اور ضو فشاں ہے ——— خلوت کی دُنیا میں بھی عشق و اخلاص کی وہی روشنی اور جگمگاہٹ ہے۔

امام اہل سنّت کے سامنے ایک خصوصی نشست میں گائے کا گوشت کھانے اور اس کے مضر ہونے کا ذکر آیا۔ اس پر فرمایا :۔

”وہ قطعاً حلال ہے اور نہایت غریب پرور گوشت ہے اور بعض امزجہ میں گوشتِ بُز سے نافع تر ہے۔ بہتیرے گوشت کے شوقین اسے پسند کرتے اور بکری کے گوشت کو بیمار کی خوراک کہتے ہیں ——— اور اس کی قربانی کا ذکر تو خاص قرآن عظیم میں ارشاد ہے.... ...... ہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا گوشت تناول فرمانا ثابت نہیں اور مجھے تو سخت ضرر کرتا ہے ——— ایک صاحب نے میری دعوت کی باصرار لے گئے۔ ان دنوں سید حبیب اللہ صاحب

---

[۱] ص ۲۹۶۔ افاضات الیومیہ جلد اوّل از تھانوی صاحب ؎

Marfat.com

دمشقی جیلانی فقیر کے یہاں مقیم تھے۔ ان کی بھی دعوت تھی۔ میرے ساتھ تشریف لے گئے وہاں دعوت کا یہ سامان تھا کہ چند لوگ گائے کا کباب بنا رہے تھے اور حلوائی پوریاں ــــــ اور یہ ہی کھانا تھا۔ سید صاحب نے مجھ سے فرمایا۔ آپ گائے کے گوشت کے عادی نہیں اور یہاں کوئی چیز موجود نہیں۔ بہتر کہ صاحب خانہ سے کہہ دیا جائے ــــــ میں نے کہا یہ میری عادت نہیں ــــــ وہی پوریاں کباب کھائے۔ اسی دن مسوڑھوں میں ورم ہو گیا اور اتنا بڑھا کہ حلق اور منہ بالکل بند ہو گیا مشکل سے تھوڑا دودھ حلق سے اُتارتا اور اسی پر اکتفا کرتا۔ بات بالکل نہ کر سکتا تھا۔ یہاں تک کہ قرائت سِر یہ بھی میسر نہ تھی ــــــ سُنّتیں بھی کسی کی اقتدا کر کے ادا کرتا ــــــ اس وقت مذہب حنفی میں عدم جواز قرأت خلف الامام کا یہ نفیس فائدہ مشاہدہ ہوا۔ جو کچھ کسی سے کہنا ہوتا لکھ دیتا ــــــ بخار بہت شدید تھا اور کان کے پیچھے گلٹیں ــــــ میرے منجلے بھائی مرحوم ایک طبیب کو لائے۔ ان دنوں بریلی میں مرض طاعون بشدت تھا ــــــ ان صاحب نے بغور دیکھ کر سات آٹھ مرتبہ کہا :۔ یہ وہی ہے، یہ وہی ہے، یعنی طاعون ــــــ میں بالکل کلام نہ کر سکتا تھا اس لیے انہیں جواب نہ دے سکا حالانکہ میں خوب جانتا تھا کہ یہ غلط کہہ رہے ہیں۔ نہ مجھے طاعون ہے نہ انشاء اللہ العزیز کبھی ہو گا۔ اس لیے کہ میں نے طاعون زدہ دیکھ کر بارہا وہ دُعا پڑھ لی ہے جسے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ جو شخص کسی بلا رسیدہ کو دیکھ کر یہ دُعا پڑھ لے گا اس بلا سے محفوظ رہے گا۔ دُعا یہ ہے :۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا۔

Marfat.com

مجھے ارشادِ حدیث پر اطمینان تھا کہ مجھے طاعون کبھی نہ ہوگا۔ آخر شب میں کرب بڑھا۔ میرے دل نے درگاہِ الٰہی میں عرض کی: اَللّٰھُمَّ صَدِّقِ الْحَبِیْبَ وَکَذِّبِ الطَّبِیْبَ [1] اسی نے کان میں ایک علاج بتایا جس کے عمل سے مرض فوراً جاتا رہا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور طبیب صاحب سے کہلا بھیجا کہ آپ کا طاعون بفضلہ تعالیٰ دفع ہو گیا۔ [2]

یہاں تو دعوت میں فرمائش کرنے کی بجا ضرورت تھی مگر ازراہِ خلق حسن سکوت اختیار کیا ممکن تھا کہ اس واقعہ سے پہلے گائے کا گوشت کھانے کے نتیجے میں مرض مذکور کا تجربہ ہوتا تو بچنے کی کوئی صورت نکالتے مگر صرف اندیشہ کی بناء پر میزبان سے فرمائش کرنا پسند نہ کیا۔ اور تھانوی صاحب نے تو صرف "شکم شکنی" پر دل کو ترجیح دی ــــ وہ بھی کس بھونڈے طریقے پر ــــ ۔

کیا ایسے لوگ امام اہل سنت کے وصایا پر حرف گیری کا حق رکھتے ہیں ــــ ؟

خطوط و مکاتیب میں انسان اپنے قریبی دوستوں سے وہی کہتا ہے اور وہی لکھتا ہے جو اس کے دل پر گذرتی ہے ــــ امام اہل سنت کی زندگی کے دو تین خطوط پڑھتے چلئے اور دیکھئے کہ اطاعت خدا و رسول اور اتباع شریعت و پیروی سنت کے جذبات سے ان کا سارا وجود کس طرح سرشار ہے۔

(۱) اپنے ایک مخلص دوست، عید الاسلام حضرت مولانا عبد السلام

---

[1] خداوندا اپنے حبیب کا قول سچا کر دکھا اور طبیب کا قول جھوٹا ۱۲۔

[2] ملفوظات صفحہ ۱۹ تا ۲۲ ۔

Marfat.com

صاحب جبل پوری رحمۃ اللہ علیہ کے نام تحریر فرماتے ہیں :-

"ڈھائی سال سے اگرچہ امراض درد کمر و شانہ و سر وغیرہا امراض کا لازم ہو گئے ہیں۔ قیام و قعود، رکوع و سجود بذریعۂ عصا ہے ــــــ مگر الحمد للہ کہ دینِ حق پر استقامت عطا فرمائی ہے۔ کثرتِ اعدا روز افزوں ہے۔ اور حفظِ الٰہی تفضیلِ نامتناہی شاملِ حال ــــــ والحمد للہ رب العالمین۔

بایں ضعفِ بدن و قوتِ محن و کثرتِ فتن بحمد للہ تعالیٰ اپنے کاموں سے معطل نہیں ــــــ کھانے اور سونے کی فرصت نہیں ملتی ــــــ اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا ظاہری معین و مددگار عنقا ہے اور ان کے سوا کسی کی حاجت بھی کیا ہے ؟

مولانا برہان الحق کا رسالہ دربارۂ تقبیلِ قبر مدت سے آیا ہوا ہے۔ ماشاء اللہ بہت اچھا لکھا ہے۔ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے ــــــ اور فقیر کا مختار، دربارۂ مزاراتِ طیبہ بہ لحاظِ ادب، منع عوام ہے۔

غزل جس کی ردیف "پھولوں کی" ہے اکبر میرٹھی نے یہاں آکر اپنے تخلص سے پڑھی اور شائع کی ــــــ مولانا برہان الحق صاحب کو اب اس سے دستبرداری چاہیے اس کے ایک مطلع میں یہاں اصلاح بھی دی گئی۔ "جب باغِ جہاں کے مالی" ــــــ "مالی" کی جگہ "مالک" بنایا گیا کہ مولیٰ جل و علا کو "مالی" کہنا خلافِ ادب ہے۔ مالی صرف ناظر و خادم باغ ہی ہوتا ہے۔ الخ [1]

فقیر احمد رضا قادری۔ ۴ ربیع الآخر ۳۴ھ

(۲) ان ہی کے نام لکھتے ہیں : ــــــ

---

[1] ملخصاً ص ۱۲۸-۱۲۹۔ اکرام امام احمد رضا مؤلفہ مفتی محمد برہان الحق جبل پوری۔ مرتبہ پروفیسر مسعود دہلوی مرکزی مجلس رضا لاہور ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء

Marfat.com

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ، ——— دعائے جناب واحباب سے غافل نہیں۔ اگرچہ منہ دعا کے قابل نہیں۔ اپنے عفو و عافیت کے لیے طالب دعا ہوں کہ سخت محتاج دعائے صلحا ہوں اجل نزدیک اور عمل رکیک ——— حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

چار دن کم پانچ مہینے ہوئے۔ آنکھ دکھنے کو آئی اور اس پر اطوار مختلف وارد ہوئے۔ ضعف قائم ہو گیا۔ سیاہ ہلے نظر آتے ہیں۔ آنکھیں ہمہ وقت نم رہتی ہیں ——— اول تو مہینوں کچھ لکھ پڑھ ہی نہ سکا اب یہ کہ چند منٹ نگاہ نیچی کئے سے آنکھ بھاری پڑ جاتی ہے۔ کمزوری بڑھ جاتی ہے ——— پانچ مہینے سے مسائل و رسائل سب زبانی بنا کر لکھے جاتے ہیں۔ الخ۔ والسلام

فقیر احمد رضا قادری غفرلہٗ ——— شب بستم ربیع الآخر شریف ۳۹ھ[1]

(۳) کوہ بھوالی سے واپسی پر انتقال سے سترہ دن پیشتر تحریر فرمایا:

"۱۴ محرم کو پہاڑ سے واپس آیا۔ لاری والے میرے احباب تھے، مولیٰ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ لاری میں میرے لیے پلنگ بچھا کر لائے، اور بفضلہ تعالیٰ بہت آرام سے آنا ہوا۔ یہاں جب تک آیا ہوں اتنی قوت باقی نہ تھی کہ عشاء سے ظہر تک کی نمازوں کو چار آدمی کرسی پر بٹھا کر مسجد میں لے گئے۔ عصر بھی مسجد میں ادا کی۔ پھر بخار آ گیا۔ اور اب مسجد تک جانے کی طاقت نہ رہی۔ پندرہ روز سے اسہال شروع ہوئے۔ اس نے بالکل گرا دیا۔

نماز کی چوکی پلنگ کے برابر لگی ہے۔ اس پر سے اس پر بیٹھے بیٹھے جانا تین تین بار، ہمت سے ہوتا ہے۔ الحمد للہ کہ اب تک فرض و وتر اور صبح کی سنت بذریعۂ عصا کھڑے ہی ہو کر پڑھتا ہوں۔ مگر جو دشواری

[1] ص ۱۳۴۔ اکرام امام احمد رضا مؤلفہ مفتی محمد برہان الحق جبل پوری۔ (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

Marfat.com

ہوتی ہے دل جانتا ہے۔

آٹھویں دن جمعہ کی حاضری تو ضرور ہے۔ مکان سے مسجد تک کرسی پر جانے میں وہ تعب ہوتا ہے کہ بیٹھ کر سنت بھی بدقت تمام پڑھی جاتی ہے اور اس تکان سے عشاء تک بدن چور چور رہتا ہے۔" الخ

والسلام مع الاکرام

فقیر احمد رضا قادری غفرلہٗ۔ ۸ صفر ۱۳۴۰ھ [1]

اب ایسے دو حضرات کے تاثرات و مشاہدات ملاحظہ فرمائیں جنہیں حضرت امام احمد رضا سے نہ ارادت و تلمذ حاصل ہے نہ ہی عمومی اصطلاح میں انہیں بریلوی کہا جا سکتا ہے —— یہ دونوں حضرات ابھی بقیدِ حیات ہیں۔

(۱) جناب سید جعفر شاہ پھلواروی لکھتے ہیں :۔

"کئی وجوہ سے مجھے حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ ایک یہ کہ انہیں ندوۃ العلماء لکھنؤ سے سخت اختلاف تھا۔ ۲۵-۱۹۲۶ء کا ذکر ہے کہ لکھنؤ کے بھرے اجلاس ندوہ میں ہمارے مرشد و والد مولانا شاہ سلیمان پھلواروی کی زبان سے میں نے حضرت فاضل بریلوی کی تبلیغی مساعی کی تعریف بھی سُنی ہے اور جماعت رضائے مصطفےٰ کی سرگرمیوں کو سراہتے سُنا ہے۔ اس وقت میں فارغ التحصیل ہو چکا تھا اور ازدواجی زندگی سے بھی منسلک ہو چکا تھا —— دوسری وجہ یہ تھی کہ حضرت فاضل بریلوی تحریک ترک موالات کے جتنے خلاف تھے میں اتنا ہی حامی تھا۔ اسی حمایت کی وجہ سے میں نے انگریزی

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) مرتبہ پروفیسر مسعود دہلوی۔ مرکزی مجلس رضا لاہور ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء (حاشیہ صفحہ موجودہ) [1] ص ۱۱۵۔ ایضاً ؛

Marfat.com

تعلیم چھوڑ کر عربی تعلیم شروع کی تھی۔ میں دسویں میں تھا اور میرے بڑے بھائی مولانا شاہ غلام حسنین صاحب سلیمانی بی۔ اے میں تھے، دونوں نے انگریزی تعلیم گاہوں سے اسٹرائک کی اور دونوں ندوۃ العلماء میں داخل ہو گئے [1]۔

یہ دونوں بھائی ایک بار عرس اجمیر شریف سے واپسی میں بریلی رُکے۔ یہاں سے لکھنؤ پہنچنے کے ارادے سے ریلوے اسٹیشن کے لیے روانہ ہوئے بھی ابھی راستے ہی میں تھی کہ ٹرین نے سیٹی دی اور چل پڑی اس کے بعد کا واقعہ خود ان ہی کی زبانی سُنیئے :-

دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اب بریلی میں کسی جگہ جمعہ نہیں مل سکتا۔ صرف ایک جگہ مل سکتا ہے جہاں خاصی تاخیر سے جمعہ ہوتا ہے۔ ہم لوگ اطمینان سے وضو کر کے روانہ ہوئے اور ایک مسجد میں پہنچ کر دوسری صف میں بیٹھ گئے۔ مسجد بڑی جلدی پُر ہو گئی۔ ذرا دیر کے بعد دیکھا کہ ساری مسجد کے لوگ کھڑے ہو گئے اور فضا درود کی آواز سے گونج گئی۔ دیکھا کہ ایک کرسی پر ایک بزرگ جلوہ افروز ہیں اور چند آدمی کرسی کو اُٹھائے چلے آرہے ہیں۔

اگلی صف میں ایک ضعیف اور بیمار آدمی آکر بیٹھ گیا۔ اذان ہوئی خطبہ ہوا اور نماز کے لیے وہ بیمار کھڑا ہوا تو اپنے ہاتھوں سے مضبوطی کے ساتھ اپنا عصا پکڑے ہوئے تھا۔ سجدہ ہوتا تو عصا زمین پر رکھ دیتا اور قیام کے وقت پھر عصا سنبھال لیتا۔ نماز ہوئی۔ سنتیں ہوئیں تو دیکھا کہ ایک بڑا گاؤ تکیہ اسی مسجد میں لاکر رکھ دیا گیا۔ جس سے ٹیک لگا کر وہ بیمار نیم دراز ہو گیا ——— میانہ قد ——— سر پر ہلکا

---

[1] ملخصاً ص ۱۲۲۔ جہانِ رضا۔ مرتبہ مرید احمد چشتی۔ مرکزی مجلسِ رضا لاہور ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء

Marfat.com

بادامی عمامہ (غالباً شر کا) جسم پر عبا ـــــ داڑھی لمبی گھنی اور سفید ـــــ رنگ گندمی ـــــ جسم دوہرا مگر اس وقت دُبلا ـــــ آواز رُعب دار لیکن اس وقت رِقّت انگیز ـــــ اس کے بعد بیعت کا سلسلہ شروع ہوا اور بیعت کے بعد اس ضعیف مریض نے اپنی نحیف مگر درد و اثر بھری آواز میں چند وداعی کلمات کچھ اس طرح کہے :-

"میری طرف سے تمام اہلِ سنّت مسلمانوں کو سلام پہنچا دو اور میں نے کسی کا کوئی قصور کیا ہو تو میں بڑی عاجزی سے اس کی معافی مانگتا ہوں۔ مجھے خدا کے لیے معاف کر دو مجھ سے کوئی بدلہ لے لو۔" وغیرہ وغیرہ

اس وقت حاضرین چاروں طرف سے اس ضعیف کو گھیرے ہوئے تھے اور سب کے سب متاثر ہو رہے تھے۔ کوئی سسکیاں بھر رہا تھا اور کوئی خاموش رو رہا تھا۔ میں ذرا سخت دل واقع ہوا ہوں اس لیے میں نے کوئی اثر نہ قبول کیا۔ لیکن میرے بھائی ...... جو بڑے رقیق القلب تھے۔ ان وداعی کلمات سے خاصے متاثر ہوئے جس کا اظہار انہوں نے واپسی میں کیا ـــــ یہی پیرِ ضعیف تھے حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ [۱]

(۲) جناب سید الطاف علی صاحب بریلوی (مقیم پاکستان) آپ کے بارے میں رقم طراز ہیں :-

"کثرتِ عبادت و ریاضت اور تحقیق علمی میں بے پناہ مصروفیت اور کسی قسم کی سیر و تفریح یا ورزش جسمانی سے عدم توجہی کے باعث نامعلوم وہ کب سے ضعیف العمر نظر آتے تھے۔ دولت خانہ کے قریب ہی اپنی مسجد میں پانچوں وقت کی نماز باجماعت کے لیے تشریف

---

[۱] ص ۱۲۴ ایضاً :

Marfat.com

لاتے تو ان کی آہستہ خرامی دیدنی ہوتی ـــــ سلیم شاہی جوتا ـــــ ایک بر کا پاجامہ ـــــ گھٹنوں سے نیچا کُرتا ـــــ اس پر انگرکھا یا شیروانی پھر اس پر عبا پہنتے ـــــ سر پر اوسط سائز کا عمامہ، جس میں سے پیچھے گردن پر چھوٹی چھوٹی حنائی زلفیں نظر آتی تھیں ـــــ بڑی بڑی پُرکشش آنکھیں ـــــ گندمی رنگ ـــــ گھنی شرعی داڑھی تھی ـــــ لیکن کمال یہ کہ ہمیشہ نظریں نیچی رکھتے تھے ـــــ کبھی کسی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نہ دیکھتے۔

خواب گاہ میں کتابیں ہی کتابیں تھیں ـــــ فرش کی دری، اس کے قالین اور دوسرے فرنیچر پر صرف کتابیں نظر آتی تھیں۔ حد یہ ہے کہ پلنگ کے تینوں جانب کتابوں کی باڑیں لگی رہتی تھیں۔ پائنتی کی طرف البتہ جگہ خالی رکھی جاتی۔ لکھتے تو قلم بہت تیز چلتا تھا۔ اس کی روانی دیکھنے کے قابل ہوتی۔" [1]

اعلیٰ حضرت کے وصال کے وقت میری عمر سولہ سال تھی لیکن قدرت کا مجھ پر احسان تھا کہ میرا شعور نا معلوم کب سے بیدار ہو چکا تھا ... ہوش سنبھالتے ہی مَیں نے پیلی بھیت کے حضرت شاہ محمد شیر میاں رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ نیاز احمد صاحب (بریلوی) رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب کے اسمائے گرامی اپنے گرد و پیش اور گھر کے ہر کس و ناکس سے عزت و احترام کے ساتھ سُنے ـــــ اوّل الذکر بزرگ تو بہت پہلے انتقال کر چکے تھے مولانا احمد رضا خاں صاحب کا وصال میرے سامنے ہوا اور مَیں ان کی نماز جنازہ میں شریک ہوا۔

حضرت کی میّت ان کی جائے قیام محلہ سوداگران سے شہر کے باہر تین چار میل کے فاصلے پر دریائے رام گنگا کے کنارے واقع عیدگاہ

---

[1] ص ۱۱۴۔ ایضاً

Marfat.com

جہاں وہ عیدین کی نماز پڑھایا کرتے تھے، لے جائی گئی۔ اس وقت سخت گرمی اور دھوپ تھی۔ لیکن اس کے باوجود جلوس اور نماز میں کم ازکم دس ہزار عقیدت مندوں کا ہجوم تھا۔ جس میں ہر طبقے کے لوگ، بڑے بڑے رؤسا اور شہر کوتوال عبدالجلیل صاحب بھی شامل تھے۔ اس روز پورے شہر میں ہر شخص کو بے پناہ صدمہ تھا، اور گھر گھر صف ماتم بچھی ہوئی تھی۔[1]

حق تو یہ ہے کہ امام اہل سنّت نے زندگی بھر دین متین کی خدمت اور اس پر عمل کرکے اپنی سیرت کو آئینۂ شریعت بنا دیا تھا۔ انہوں نے صرف خدا اور رسول کی رضا جوئی میں اپنی حیاتِ عزیز کا ایک ایک لمحہ گزارا۔ اور عشقِ رسول سے سرشار ہو کر عالم اسلام میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و محبّت کا پرچم بلند کیا جس کے انعام میں انہیں ایسی طمانیت قلب و رُوح میسّر آئی اور اس طرح مسکراتے ہوئے اس دُنیا سے تشریف لے گئے کہ

ے نشانِ مردِ مومن با تو گویم —— چو مرگ آید تبسم بر لب اوست

ربّ کریم ہمیں بھی ان کے نقشِ قدم پر چلائے۔ ان کے علمی و روحانی فیوض و برکات سے نوازے اور ان کے مخالفین کو بھی حق دیکھنے سمجھنے اور ماننے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

یا ارحم الراحمین بجاہِ نبیکَ سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہٖ و صحبہٖ و علماءِ امتہٖ افضل الصلوٰۃ واکرم التسلیم۔ (بشکریہ ماہنامہ حجاز جدید دہلی)

---

[1] ص ۱۱۲-۱۱۳ ایضاً ؛

○

غریبوں کے غمخوار

○

حضرت ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی

Marfat.com

انتساب

مسکینوں کے نام!

غریبوں کے نام!

مظلوموں کے نام!

بے کسوں کے نام!

بے لبسوں کے نام!

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو غریبوں سے کتنا پیار تھا ــــ اللہ اللہ! سارے عالم کے غریبوں کو گلے سے لگا لیا اور غریبوں کی زندگی اپنالی ــــ اب غریب سے غریب انسان یہ نہیں کہہ سکتا: ــــ "آپ کے گھر میں تو سب کچھ ہے، میرے گھر میں کچھ نہیں ــــ" اللہ اکبر! سب کے گھر بھرے ہوئے ہیں، آپ کا گھر خالی ہے۔ سب کے گھروں میں دُنیا کی نعمتیں ہیں، مگر آپ نعمتیں بانٹ رہے ہیں ــــ نعمتیں لٹا رہے ہیں ــــ صلائے عام ہے ــــ سب دوڑے چلے آرہے ہیں ــــ جھولیاں بھر بھر کے لیے جا رہے ہیں۔

دُنیا میں امیروں اور کھاتے پیتوں کی پُوچھ ہے ــــ غریبوں اور مسکینوں کو کوئی نہیں پُوچھتا ــــ مگر آپ کے دربار میں غریبوں کی پُوچھ ہے ــــ مسکینوں کی رسائی ہے ــــ جن کو ساری دُنیا نے دھتکارا اور دھتکار رہی ہے، وہ اس دربار میں نظر آئیں گے ــــ اللہ اکبر! بُجھے بُجھے چہرے نظر آرہے ہیں اور چمکتے دمکتے جا رہے ہیں ــــ ہاں! اس دربار میں غریبوں کی بڑی رسائی ہے ــــ وہ غریب ــــ

- جن کے وسیلوں سے امیروں کو نعمتیں ملتی ہیں۔
- جن کی آہیں عرشِ معلّٰی تک جا پہنچتی ہیں۔

Marfat.com

جن کے آنسو سیلاب بن کر اُمنڈ پڑتے ہیں

ہاں یہ غریب بہت عظیم ہیں ــــــ ہاں یہ غریب بہت بلند ہیں ــــــ ذرا سا احسان کیجئے، جان دینے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں، بلکہ جان دے دیتے ہیں ــــــ فقیر کی زندگی میں چند ایسے واقعات گزر چکے ہیں ــــــ آپ بھی سُنیے اور غریبوں کے کردار کی بلندیاں دیکھئے: ــــــ کوئٹہ (بلوچستان) میں قیام کے دوران (۷۔۱۹۶۶ء) تپ دق کا مارا ایک مسکین بلوچ گرتا پڑتا سڑک پر جا رہا تھا، ترس آیا، تپ دق کے ہسپتال میں داخل کرایا، دیکھ بھال کرتا رہا ــــــ ہسپتال میں ایک روز اُس نے روتے ہوئے کہا تھا: ــــــ "صاحب! آپ جہاں جائے گا ہم آپ کے ساتھ جائے گا"ــــــ ابھی وہ ہسپتال میں تھا کہ فقیر کا تبادلہ سندھ ہو گیا ــــــ جب وہ توانا و تندرست ہو کر ہسپتال سے واپس آیا، فقیر کے بارے میں دریافت کیا اور جب یہ معلوم ہوا کہ فقیر بلوچستان سے سندھ چلا آیا تو اس کے دل پر ایک چوٹ سی لگی، جانبر نہ ہو سکا، چند دنوں میں دارِ فانی سے کوچ کر گیا ــــــ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ــــــ اور جب سندھ میں سرحد ہند کے قریب ضلع تھرپارکر کے شہر مِٹھی میں تبادلہ ہوا تو وہاں ایک سندھی باورچی کو اتنی محبت ہو گئی کہ تین سال بعد (۸۰۔۱۹۷۷ء) جب وہاں سے تبادلہ ہوا، اُس نے خبر سُنی ــــــ تھوڑی دیر بخار چڑھ گیا ــــــ چار پانچ روز کے اندر اندر مرض اتنا بڑھ گیا کہ جان پر بن گئی اور دیکھتے ہی

Marfat.com

دیکھیے وہ اللہ کو پیارا ہو گیا ___ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥ فقیر اُس کی نمازِ جنازہ پڑھا کر آیا ___ اس مرحوم کا نام محمد کمال تھا اور اُس مرحوم کا نام محمد شفیع ___ اللہ اکبر! ان مسکینوں کے دل محبت سے معمور ہیں، کوئی محبت کر کے تو دیکھے ___ محبت کی قربان گاہ میں یہ جان دینے سے بھی گریز نہیں کرتے ___ ہزار ہزار رحمتیں ہوں ان جان دینے والوں پر جو محبت و اُلفت کے چراغ روشن کر گئے اور اپنی جاں نثاری اور فداکاری کے انمٹ نقوش چھوڑ گئے ___

غریبوں کا حال ہمیں کیا معلوم ___ ؟ کسی نے اُن کے گھر کی خبر نہ لی ___ کسی نے نہ پوچھا انہیں دو وقت کا کھانا بھی نصیب ہوتا ہے یا نہیں ___ فقیر نے ایک سرکاری ملازم کو دیکھا، ایک ہاتھ میں روٹی، دوسرے میں پانی ___ نوالہ کھاتا جاتا، پانی کا گھونٹ پیتا جاتا ___ پیٹ بھر گیا، خدا کا شکر ادا کیا ___ اُن کی تنگ دستی کا یہ عالم ہے کہ موسمی پھل بھی اُن کو نصیب نہیں، بس دیکھ دیکھ کے جیا کرتے ہیں ___

ایک بچّہ اپنی ماں سے کہہ رہا تھا: ___ "مجھے تو آم اچھے لگتے ہیں، ابّو آم لے کر کیوں نہیں آتے ___ ؟" غم کی ماری ماں کیا جواب دے، حسرت و یاس کی تصویر بنی، بچّہ کا مُنہ تکتی رہ گئی ___ نانِ شبینہ کا محتاج اپنے بچّوں کے لیے من بھاتی چیزیں کہاں سے لائے ؟ ___ اور اپنی آرزوؤں اور تمنّاؤں کا شہرِ خموشاں کس کو دکھائے ؟ ___ اولاد والا ہی اس بے بسی کے عالم میں غریب ماں کے کرب کو محسوس کر سکتا ہے ___ بچّہ کے سوال نے خرمنِ صبر و قرار کو خاکستر

Marfat.com

کر کے رکھ دیا ـــــ کہاں سے لائے ؟ ـــــ کہاں سے کھلائے ـــــ ؟ خود کھلا نہیں سکتی، کوئی کھلاتا نہیں، بے بسی ہی بے بسی ہے ـــــ !

اے مسکینو ! اے غریبو ! دیکھو دیکھو ! ان بچّوں کے لیے امام احمد رضا کے آغوش کھُلے ہیں ـــــ اپنے محروم بچّوں کو یہاں لے کر آؤ ـــــ وہ بچّوں کو اُن کی من بھاتی چیزیں کھِلا رہے ہیں ـــــ ہاں اُن کے آقا و مولیٰ بھی تو بچّوں سے پیار کرتے تھے ـــــ وہ اپنے دارالعلوم منظرِ اسلام کے طلباء پر بڑے شفیق و کریم تھے ـــــ خوشیوں کے موقعوں پر، عید کے دنوں میں اُن کے لیے نئے نئے کپڑے بنواتے اور قسم قسم کے کھانے پکوا کر کھلاتے تھے ـــــ عرب طلباء کے لیے عربی کھانا، روسی طلباء کے لیے روسی کھانا، بنگالی طلبہ کے لیے بنگالی کھانا، بہاری طلباء کے لیے بہاری کھانا، سرحدی طلبہ کے لیے سرحدی کھانا، سندھی طلبہ کے لیے سندھی کھانا، پنجابی طلبہ کے لیے پنجابی کھانا۔ الغرض جس طالب علم کو جو کھانا مرغوب ہوتا، وہ پکوا کر اُس کو کھلاتے اور کھِلا کھِلا کر خوش ہوتے ـــــ انگریزی مدارس و جامعات میں ہم نے طلبہ کو اپنا حریف سمجھ لیا ہے، وہ ہمارے فرزند دلبند ہیں، مگر ان کو اپنی محبّت و شفقت سے ہم نے محروم کر دیا ـــــ افسوس ہم نے یہ کیا کیا ! ـــــ امام احمد رضا نے ہم کو وہ سبق سکھایا، جو آفت زدہ معاشرے کی کایا پلٹ سکتا ہے ـــــ امام احمد رضا کی محبّت و شفقت کا کیا ذکر کیا جائے، زندگی بھر غریبوں اور مسکینوں کو گلے لگایا اور جب وہ دُنیا سے جانے لگے تو اس کٹھن گھڑی میں اُن کو نہ بھُلایا ـــــ وصال

Marfat.com

سے دو روز قبل فرمایا: ـــــ آج کیا دن ہے؟ ـــــ عرض کیا گیا۔ آج بدھ ہے ـــــ فرمایا: جمعہ پرسوں ہے؟ ـــــ یہ فرما کر دیر تک حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل پڑھتے رہے ـــــ گھڑیاں گزرتی گئیں ـــــ سورج غروب ہوتا رہا، سورج طلوع ہوتا رہا ـــــ ہاں آج جمعہ ہے ـــــ آج وصال کا دن ہے ـــــ ارشاد ہو رہا ہے "پچھلے جمعہ کرسی پر جانا ہوا، آج چارپائی پر جانا ہو گا"[1] ـــــ ہاں زندگی کا آخری جمعہ بھی باجماعت ادا کیا ـــــ سفرِ آخرت کی تیاریاں شروع ہو گئیں ـــــ جائداد کے متعلق وقف نامہ مکمل کرایا، اور آمدنی کا چوتھائی نیک کاموں کے لیے وقف کر دیا کہ شریعت کے مطابق جانے والے کو اپنے مال میں اتنا ہی تصرف کرنا چاہیے ـــــ واللہ باللہ! یہ قید نہ ہوتی تو سارا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں لٹا دیتے ـــــ

موت آنی ہے، آئے گی، مگر جب معلوم ہو جائے کہ آنے والی آگئی، تو جان پر بن جاتی ہے ـــــ ہوش اڑنے لگتے ہیں ـــــ اوسان خطا ہونے لگتے ہیں ـــــ آنکھوں کے نیچے اندھیرا آجاتا ہے ـــــ انسان اس طرح ہاتھ پیر مارتا ہے، جیسے وہ ڈوب رہا ہو ـــــ مگر وہ بھی ہیں، جو خوشی خوشی آتے ہیں اور خوشی خوشی جاتے ہیں۔ ـــــ عین اضطراب میں ان کی طمانیت کا عالم نہ پوچھیے ـــــ اللہ اکبر! ـــــ

---

[1] حسنین رضا خاں: وصایا شریف مطبوعہ لاہور، ص ۵

Marfat.com

قدسیوں کو بھی رشک اس جمعیتِ خاطر پہ ہے
کچھ نہیں کھلتا کہ میں کس کے پریشانوں میں ہوں

اللہ اللہ! وہ آنے والی گھڑی آ گئی ـــــ بس دو ڈھائی گھنٹے کی بات ہے ـــــ وصیت نامہ لکھوایا جا رہا ہے ـــــ اس میں قوم کے لیے کچھ وصیتیں ہیں، اہلِ خانہ کے لیے کچھ نصیحتیں ہیں اور غریبوں کے لیے کچھ ہدایتیں ہیں ـــــ ہاں غریبوں کے لیے ـــــ جن کو سب بھول جاتے ہیں، مگر امام احمد رضا بسترِ مرگ پر بھی ان کو نہ بھولے ـــــ ذرا غور تو کریں ـــــ ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر تو دیکھیں ـــــ جس کے خاندان نے شاہانہ آن بان کے ساتھ زندگی بسر کی ہو، آج اس کے گھر میں غریبوں کے لیے شاہانہ دسترخوان بچھایا جا رہا ہے ـــــ آئیے وصیت کو ایک نظر دیکھیے ـــــ

"فاتحہ کے کھانے سے اغنیاء کو کچھ نہ دیا جائے، صرف فقراء کو دیں اور وہ بھی اعزاز اور خاطرداری کے ساتھ، نہ کہ جھڑک کر ـــــ غرض کوئی بات سنّت کے خلاف نہ ہو۔"[۱]

اے پاسدارِ سنّت تجھ پر لاکھوں سلام! ـــــ ذرا غور فرمائیں اور بار بار غور فرمائیں ـــــ کیسی پیاری پیاری ہدایتیں فرما رہے ہیں۔

- ـــــ فاتحہ کے کھانے میں سے امیروں کو کچھ نہ دیا جائے۔
- ـــــ صرف فقیروں اور غریبوں کو دیا جائے۔
- ـــــ وہ بھی عزت و احترام کے ساتھ، خاطرداری کے ساتھ۔
- ـــــ غریبوں، مسکینوں کو گھرکیاں، جھڑکیاں دیکر نہ کھلایا جائے۔
- ـــــ کوئی بات سنّت کے خلاف نہ ہو۔

ہمارے ہاں بڑے بڑے شہروں میں میت کے کھانے سے غریب اور مسکین ہی محروم رہتے ہیں، کھاتے پیتے لوگ سب کھا جاتے ہیں، بلکہ ملائے

(حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

Marfat.com

جاتے ہیں ـــــ امام احمد رضا نے اس بُری رسم کی بیخ کنی فرمائی اور اپنی وصیت سے ایک مُردہ سُنّت کو زندہ کیا جس نے غریبوں کے حقوق کو پامال کر رکھا تھا ـــــ شاید اس لیے پاک و ہند اور عالمِ اسلام کے علماء کرام نے آپ کو "مجدّد" تسلیم کیا ہے۔

امام احمد رضا نے غریبوں کا حق غریبوں کو دلوایا اور سخت ہدایت فرمائی کہ اس میں سے امیروں کو کچھ نہ دیا جائے ـــــ پھر فقیروں اور مسکینوں کو دینے والے دیا ہی کرتے ہیں، مگر امام احمد رضا جس باوقار انداز سے دلوانا چاہتے ہیں، اُس انداز سے تو دینے والے نہیں دیتے ـــــ امام احمد رضا کے زمانے میں شریف گھرانوں میں فرش و فروش کا رواج تھا، صاف ستھرے فرش بچھائے جاتے، اُن پر قالین سجائے جاتے، گاؤ تکیے رکھے جاتے ـــــ مگر ان فرش و فروش تک کسی غریب اور مسکین کی رسائی نہ ہوتی، اُن کو دُور ہی رکھا جاتا، معمولی فرش پر بٹھا کر کھلا دیا جاتا یا دروازے ہی پر دے دلا کر فارغ کر دیا جاتا ـــــ غریبوں کا کوئی خاص اعزاز و اکرام نہ تھا ـــــ سارے اعزاز و اکرام امیروں اور افسروں کے لیے مخصوص تھے ـــــ امام احمد رضا کی آنکھوں نے یہ سب کچھ دیکھا تھا ـــــ اُن کے دل میں غریبوں کا درد تھا، غریبوں کے لیے محبت تھی، غریبوں کے لیے عزت تھی، اس لیے وصیت فرمائی کہ جب غریبوں اور مسکینوں کو کھلاؤ تو دیکھنا گھُرک کر

ـــــــــــــــ

لہ امام احمد رضا: وصایا شریف، محررہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء، مطبوعہ لاہور۔

Marfat.com

اور جھڑک کر نہ کھلانا، عزت و احترام سے کھلانا، اس طرح جس طرح امیروں اور وزیروں کو کھلایا کرتے ہیں ــــــ ان کو حقیر و ذلیل نہ سمجھنا کہ یہ آقائے دو جہاں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دُلارے ہیں ــــــ

ذرا غور فرمائیں امام احمد رضا کیا چاہتے ہیں؟ ــــــ کمرے میں صاف ستھرا فرش بچھا ہو، اس پر پاک صاف دسترخوان بچھا ہوا ــــــ غریبوں اور مسکینوں کو محبت و خلوص سے خوش آمدید کہا جا رہا ہو ــــــ ایک ایک کی مزاج پُرسی کی جا رہی ہو اور بٹھایا جا رہا ہو ــــــ پھر اس دسترخوان پر غریبوں کے لیے وہ وہ نعمتیں سجائی جا رہی ہوں، جو اُن کے کام و دہن تک نہ پہنچی ہوں، وہم و خیال میں آکر رہ گئی ہوں ــــــ امام احمد رضا نے غریبوں کے لیے جو دسترخوان سجایا ہے، ذرا اُس کا نظارہ تو کریں ــــــ اللہ اللہ! کیسی کیسی نعمتیں دکھائی دے رہی ہیں ــــــ کسی نے اپنے دسترخوان پر غریبوں کے لیے یہ نعمتیں نہ رکھی ہوں گی اور پھر اس تاکید کے ساتھ ــــــ

خبردار! کوئی امیر اس دسترخوان پر نہ آنے پائے ــــــ دُنیا نے تو یہ دیکھا ہے کہ یہ نعمتیں امیروں کے دسترخوان پر سجی ہوتی ہیں اور غریب ٹکر ٹکر دیکھتے ہیں ــــــ کچھ بچا، تو مل گیا، ورنہ صبر و شکر کیا ــــــ مگر چشمِ عالم نے یہ نظارہ نہیں دیکھا کہ غریبوں کے لیے امیرانہ اور شاہانہ دسترخوان سجایا گیا ہو ــــــ اگر نہیں دیکھا تو آئیے! یہ دسترخوان دیکھئے جو امام احمد رضا نے غریبوں اور صرف غریبوں کے لیے سجایا ہے ــــــ اللہ اکبر! کیسی کیسی نعمتیں سجی ہیں ــــــ ذرا دیکھئے تو سہی ــــــ

Marfat.com

- دودھ کا برف خانہ ساز
- مُرغ بریانی ـــــ
- بکری کا شامی کباب ـــ
- پراٹھے اور بالائی ـــــ
- فیرینی ـــ
- سوڈے کی بوتل ـــــ
- گوشت بھری کچوری
- سیب کا پانی ـــــ
- انار کا پانی ـــــ
- دودھ کا برف [1]
- اُرد کی پھریری دال مع ادرک و لوازم ـــــ

ہاں امام احمد رضا نے غریبوں کے لیے دسترخوان سجایا ہے ـــــ غریب جمع ہیں ـــــ مزے لے لے کے کھا رہے ہیں، جان و دل سے دعائیں دے رہے ہیں اور بزبانِ بے زبانی کہہ رہے ہیں۔

- اے احمد رضا! تُو نے ہم غریبوں کی کیسی عزت افزائی فرمائی ـــــ آخرت میں خدا تجھے بھی ایسی عزت عطا فرمائے ـــــ!
- اے احمد رضا! تُو نے ہم غریبوں کو کیسے مزے مزے کے کھانے کھلائے، خدا تجھ کو بھی جنت میں مزے مزے کے کھانے کھلائے!
- اے احمد رضا! تُو نے ہم غریبوں کو کیسی محبت و شفقت سے سینے سے لگایا، کل قیامت کے دن تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تجھے اپنے سینے سے لگائیں!

امام احمد رضا نے غریبوں کے کھانے کی فہرست برف سے شروع کی اور برف ہی پر ختم کی ـــــ عرض کیا گیا: ـــــ برف تو پہلے لکھوایا جا چکا ہے ـــــ فرمایا: ـــــ لکھ لکھ "میرا رب سب سے پہلے برف ہی عطا فرمائے گا۔" ـــــ خدا کی شان جب آپ کا جسم نازنین قبر میں اتارا جا رہا تھا، ایک عقیدت مند برف کا خانہ ساز

---

[1] امام احمد رضا: وصیت نامہ، محررہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء، مطبوعہ لاہور۔

Marfat.com

لے کر حاضر ہوئے، جو اُسی وقت غریبوں میں تقسیم کر دیا گیا ___ امام احمد رضا کی روح کو قرار آگیا ___ اللہ اکبر! دُنیا سے یہ وہ فرماتے فرماتے بھی غریبوں کی برف سے ضیافت فرمائی ___ اے غریبوں کے غمخوار تیری قبر تجلیوں سے روشن رہے! ___ اس وقت عجیب اتفاق ہوا ___ بجلی گئی ہوئی تھی ___ موم بتی کی روشنی میں لکھ رہا تھا ___ جب قلم نے روشن لکھا، تو بجلی آگئی، ہر طرف روشنی پھیل گئی ___ شاید یہ ایک غیبی اشارہ ہے ___ ہاں، امام احمد رضا کی قبر روشن ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک روشن رہے گی ___

مثلِ ایوانِ سحر مرقد فروزاں ہو ترا
نُور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو ترا

وصال سے دو گھنٹے، ۱۷ منٹ قبل غریبوں کے لیے کھانے کی فہرست لکھوائی جو اوپر گزری۔ فہرست لکھوانے سے قبل اور پھر بعد میں جو کچھ لکھوایا، وہ قابلِ توجہ ہے ___ آپ نے لکھوایا: ___

"اعزاء سے بطیبِ خاطر ممکن ہو تو فاتحہ میں ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیں [1] ___"

پھر جب کھانوں کی فہرست لکھوا چکے، تو لکھوایا: ___

---

[1] امام احمد رضا: وصیت نامہ، محررہ ۲۸، اکتوبر ۱۹۲۱ء، مطبوعہ لاہور۔

Marfat.com

"اگر روزانہ ایک چیز نہ ہو سکے" یوں کرو یا جیسے مناسب جانو ـــــ مگر بطیبِ خاطر، میرے لکھنے پر مجبورانہ نہ ہو"۔[1]

وصیت نامے کے ان الفاظ سے امام احمد رضا کی قلبی کیفیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے ـــــ ایک طرف تو دل کا تقاضا کہ غریبوں کو خوب کھلائیے ـــــ دوسری طرف یہ خدشہ، نہ معلوم کھلانے والے یہ چیزیں دل سے کھلائیں گے بھی یا نہیں کہ غریبوں کے لیے تو یہ چیزیں مہیا نہیں کی جاتیں ـــــ پھر یہ اندیشہ کہ اگر کھلائیں گے تو اعزاز و اکرام کے ساتھ بٹھا کر بھی کھلائیں گے یا نہیں ـــــ غریبوں کے لیے وہ دل کہاں سے لائیں گے جو امام احمد رضا کے سینے میں ہے؟ ـــــ دل کی بات لکھوا رہے ہیں، مگر رُک رُک کر، ٹھہر ٹھہر کر ـــــ پورا ہفتہ نہ سہی، ہفتہ میں دو تین بار ہی سہی، سب نعمتیں نہ سہی، روزانہ ایک دو ہی سہی ـــــ پھر خیال آیا کہیں یہ ایک دو بھی اس لیے نہ کھلائی جائیں کہ احمد رضا نے وصیت کی ہے ـــــ اس لیے صاف صاف لکھ دیا کہ جو کھلائے، دل سے کھلائے، مجبور ہو کر نہ کھلائے ـــــ دربارِ الٰہی میں تو اخلاص عمل کی پوچھ ہے، یہ نہیں تو کچھ نہیں ـــــ

دُنیا کو یہ اچھا نہیں لگتا کہ غریبوں اور مسکینوں کو منہ لگایا جائے، عزت سے بٹھایا جائے، اُن کی خاطر داری کی جائے، ان کو قسم قسم کے لذیذ کھانے کھلائے جائیں ـــــ جو لوگ بصیرت سے محروم

---

[1] امام احمد رضا: وصیت نامہ، محررہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء، مطبوعہ لاہور۔

Marfat.com

تھے ــــ جن کے ذہن میں امارت کی بُو بسی ہوئی تھی ــــ جن کے دماغ میں نخوت و غرور کا سودا تھا، جو غریب پروری اور غمخواری کے معنی سے نابلد تھے ــــ وہ امام احمد رضا کا منہ تکنے لگے ــــ دیکھ دیکھ کر ہنسنے لگے ــــ مذاق اُڑانے لگے، قہقہے لگانے لگے کہ یہ انسان ہے یا کوئی دیوانہ، جو بستر مرگ پر لیٹا غریبوں کو یاد کر رہا ہے ــــ غریبوں، مسکینوں کے لیے اس اہتمام کی وصیت کر رہا ہے ــــ ہاں اہل علم کا فکر و خیال کا اس پستی میں چلا جانا، ایک قومی المیہ ہے جس پر جتنا ماتم کیا جائے کم ہے، ہاں ہے

سُن، اے غارت گرِ جنس وفا سُن

شکستِ شیشۂ دِل کی صدا کیا؟

اُن کے شعور نے امام احمد رضا کے دردِ دل کی کسک محسوس نہ کی ــــ اُن کے احساس نے مسکینوں کے لیے امام احمد رضا کی روح کی تڑپ محسوس نہ کی ــــ تو پھر وہ امام احمد رضا کی دل کی گہرائیوں تک کس طرح پہنچتے ــــ غریبوں اور مسکینوں کے لیے امام احمد رضا کے اضطراب و بے چینی کو کس طرح سمجھتے! ــــ انہوں نے کچھ نہ سمجھا ــــ کاش وہ سینے میں دل رکھتے! ــــ کاش وہ دِل میں درد رکھتے۔

جب امام احمد رضا وصیت لکھوا چکے، تو خود دستخط فرمائے اور ساتھ ہی یہ الفاظ بھی تحریر فرمائے: ــــ

بقلم خود بحالتِ صحت حواس واللہ شہید ولہ الحمد

Marfat.com

وصلّی اللہ تعالیٰ وبارک وسلّم [1]

وصل کی گھڑی قریب آرہی ہے ـــــ عزیزوں پر کیا بیت رہی ہوگی ـــــ احباب پر کیا گذر رہی ہوگی ـــــ عقیدتمندوں کا کیا حال ہوگا؟ ـــــ یہ شعر ہر دل کی آواز بن گیا ہوگا ـ

یوں نہ پردہ کرو خدا کے لیے
دیکھو دُنیا تباہ ہوتی ہے

اللہ اکبر! وصال تک تمام کام گھڑی دیکھ کر ٹھیک وقت پر ارشاد ہوتے رہے ـــــ کیا اس شان سے جانا کسی نے دیکھا ہے؟ ـــــ جب دو بجنے میں ۴ منٹ باقی تھے ـــــ وقت پوچھا ـــــ عرض کر دیا گیا ـــــ فرمایا: "گھڑی کھلی ہوئی سامنے رکھ دو" ـــــ اللہ اللہ! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ علام الغیوب نے وقت بتا دیا تھا، بیشک اُس کی عطا سے وہ علم بھی مل جاتا ہے، جس کو اس نے صرف اور صرف اپنے خزانے میں محفوظ رکھا ہے ـــــ بڑے صاحبزادے مولانا محمد حامد رضا خاں خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے ـــــ فرمایا: "وضو کر آؤ، قرآن عظیم لاؤ" ـــــ ابھی وہ نہ آئے تھے کہ چھوٹے صاحبزادے مفتی محمد مصطفٰے رضا خاں حاضر ہوئے ـــــ فرمایا: بیٹھے کیا کر رہے ہو، سورۂ یٰسین شریف اور سورۂ رعد شریف تلاوت کرو ـــــ تلاوت ہو رہی ہے ـــــ آفتابِ شریعت غروب ہو رہا ہے ـــــ بس چند منٹ باقی ہیں ـــــ سفر کی دُعائیں پڑھ رہے ہیں اور بار بار پڑھ رہے ہیں کہ آج اس

[1] امام احمد رضا: وصیت نامہ، محررہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء، مطبوعہ لاہور۔

Marfat.com

سفر پر جانا ہے کہ پھر واپس نہیں آنا ـــــ اچانک کلمۂ طیبّہ پڑھا : لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ـــــ آن کی آن میں دم سینے پر آگیا ـــــ جب سینے سے باہر نکلا، تو چہرے پر ایک نور چمکا اور روشنی پھیل گئی ـــــ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہ ـــــ آج جمعہ ہے اور ٹھیک نماز جمعہ کا وقت ـــــ صفر کی ۲۵ تاریخ ہے اور ۱۳۴۰ھ ـــــ اکتوبر کی ۲۸ تاریخ اور ۱۹۲۱ء ـــــ ہے

حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد
رُوئے گل خوب ندیدم و بہار آخر شد

وہ اس طرح چلے گئے، جس طرح گلشن سے بُو ئے گل جاتی ہے ـــــ خود فرمایا، اور خوب فرمایا :

"وہ جنہیں ایک جھلک دکھا دیتے ہیں، شوقِ دیدار میں ایسے جاتے ہیں کہ جانا معلوم بھی نہیں ہوتا" [1]

بے شک ایسے گئے کہ جانا معلوم ہی نہ ہوا ـــــ ہاں ! ؎

دِل لے تو جاتا ہے اُس کے کوچہ میں
جا، مری جاں، جا، خدا حافظ

اے احمد رضا! ـــــ اے غریبوں کے غمخوار ـــــ اے مسکینوں کے دلدار ـــــ اے مظلوموں کے دادرس ـــــ اے بےکسوں کے فریاد رس، تجھ پر ہزار بار سلام ـــــ ہاں رُوحِ انسانیت تجھ کو سلام کرتی ہے ـــــ دِلِ دردمند تجھ کو سلام کرتا ہے ـــــ دیدۂ بینا تجھ کو سلام کرتا ہے ـــــ

[1] حسنین رضا خاں : وصایا شریف، مطبوعہ لاہور، ص ۱۵ ؎

Marfat.com

چشمِ اشکبار تجھ کو سلام کرتی ہے ـــــ جانِ بیتاب تجھ کو سلام کرتی ہے ـــــ رُوحِ مضطر تجھ کو سلام کرتی ہے ـــــ مظلوموں کی آہیں تجھ کو سلام کرتی ہیں ـــــ غریبوں کی فریادیں تجھ کو سلام کرتی ہیں ـــــ ماہِ تاباں تجھ کو سلام کرتا ہے ـــــ مہرِ درخشاں تجھ کو سلام کرتا ہے ـــــ ابرِ باراں تجھ کو سلام کرتا ہے ـــــ سفید و سیاہ تجھ کو سلام کرتے ہیں ـــــ فکر و شعور تجھ کو سلام کرتے ہیں ـــــ ہاں! ـــــ

- ـــ تو عاشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ـــــ
- ـــ تو دیدارِ مجتبےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے ـــــ
- ـــ تو محبوبِ مرتضےٰ کرم اللہ تعالےٰ وجہہ الکریم ہے۔
- ـــ تو نائبِ غوث الوریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

تجھ پر سلام ـــــ ہزار بار سلام! ـــــ

۱۳ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ
۱۱ جنوری ۱۹۹۰ء

احقر محمد مسعود عفی عنہ

Marfat.com

وہ دُعائیں جن کی نمازِ جنازہ میں پڑھنے کی وصیّت فرمائی

(۱) اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ (ھا) وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ (ھا) (۲) اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ (ھا) وَارْحَمْہُ (ھا) وَعَافِہٖ (ھا) وَاعْفُ عَنْہُ (ھا) وَاَکْرِمْ نُزُلَہٗ (ھا) وَوَسِّعْ مُدْخَلَہٗ (ھا) وَاغْسِلْہُ (ھا) بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّہٖ (ھا) مِنَ الْخَطَایَا کَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْہُ (ھا) دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِہٖ (ھا) وَاَھْلًا خَیْرًا مِّنْ اَھْلِہٖ (ھا) وَزَوْجًا خَیْرًا مِّنْ زَوْجِہٖ وَاَدْخِلْہُ (ھا) الْجَنَّۃَ وَاَعِذْہُ (ھا) مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَۃِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ (۳) اَللّٰھُمَّ عَبْدُکَ (امتک) وَابْنُ (بنت) اَمَتِکَ یَشْھَدُ (تشھد) اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ وَیَشْھَدُ (تشھد) اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ اَصْبَحَ (اصبحت) فَقِیْرًا (فقیرۃ) اِلٰی رَحْمَتِکَ وَاَصْبَحْتَ غَنِیًّا عَنْ عَذَابِہٖ (ھا) تَخَلّٰی (تخلت) مِنَ الدُّنْیَا وَاَھْلِھَا اِنْ کَانَ (کانت) زَاکِیًا (زاکیۃ) فَزَکِّہٖ (ھا) وَاِنْ کَانَ (کانت) مُخْطِئًا (مخطئۃ) فَاغْفِرْ لَہٗ (ھا) اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ (ھا) وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَہٗ (ھا) (۴) اَللّٰھُمَّ ھٰذَا (ھذہ) عَبْدُکَ (امتک) ابْنُ (بنت) عَبْدِکَ ابْنُ (بنت) اَمَتِکَ مَاضٍ فِیْہِ (ھا) حُکْمُکَ خَلَقْتَہٗ (ھا) وَلَمْ یَکُ (تک ھی) شَیْئًا مَّذْکُوْرًا نَزَلَ (نزلت) بِکَ وَاَنْتَ خَیْرُ مَنْزُوْلٍ بِہٖ اَللّٰھُمَّ لَقِّنْہُ (ھا) حُجَّتَہٗ (ھا) وَاَلْحِقْہُ (ھا) بِنَبِیِّہٖ (ھا) مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَثَبِّتْہُ (ھا) بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فَاِنَّہٗ (ھا)

---

(۱) رواہ احمد وابوداؤد وترمذی والنسائی وابن حبان والحاکم عن ابی ہریرۃ واحمد وابویعلی والبیہقی وسعید بن منصور فی سننہ عن ابی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۱۲ منہ (۲) رواہ مسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ وابوبکر بن ابی شیبہ عن عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ منہ ع ان دُعاؤں میں عورتوں کے لیے جہاں صیغے کا اختلاف ہے اُسے ہلال کے اوپر لکھ دیا ہے ۱۲ منہ ؂ یعنی یہ الفاظ عورت کے جنازہ پر نہ پڑھے جائیں ۱۲ منہ

(۳) رواہ الحاکم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۱۲ منہ (۴) رواہ عن امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ۱۲ منہ

Marfat.com

(افتقر) اليك واستغنيت عنه) كان (يشهد) ان لا اله الا الله فاغفرله)
وارحمه) ولا تحرمنا اجره) ولا تفتنا بعده (۴) اللهم ان كان (زاكيا) نزكه)
وان كان (خاطئا) فاغفرله) (۵) اللهم (عبدك) و(ابن) امتك
احتاج) الى رحمتك وانت غني عن عذابه) ان كان (محسنا) فزد في احسانه)
وان كان (مسيئا) فتجاوز عنه) (۶) اللهم عبدك) و(ابن) عبدك كان)
يشهد ان لا اله الا الله وان محمدا عبدك ورسولك صلى الله تعالى عليه وسلم
وانت اعلم به) منا ان كان (محسنا) فزد في احسانه) وان كان (مسيئا)
فاغفرله) ولا تحرمنا اجره) ولا تفتنا بعده) (۷) اصبح) عبدك (هذا)
قد (تخلى) عن الدنيا وتركها لاهلها و(افتقر) اليك واستغنيت عنه)
وقد كان (يشهد) ان لا اله الا الله وان محمدا عبدك ورسولك صلى الله
تعالى عليه وسلم اللهم اغفرله) وتجاوز عنه) والحقه) بنبيه)
صلى الله تعالى عليه وسلم (۸) اللهم انت ربها وانت خلقتها وانت
هديتها للاسلام وانت قبضت روحها وانت اعلم بسرها وعلانيتها
جئنا شفعاء فاغفرلها (۹) اللهم اغفر لاخواننا واخواتنا واصلح
ذات بيننا والف بين قلوبنا اللهم (هذا) (عبدك) فلان بن
فلان ولا نعلم الا خيرا وانت اعلم به) منا فاغفر لنا وله)
(۱۰) اللهم فلان بن فلان في ذمتك وحبل جوارك فقه) من فتنة
القبر وعذاب النار وانت اهل الوفاء والحمد اللهم اغفرله) وارحمه)
انك انت الغفور الرحيم (۱۱) اللهم اجرنا من الشيطن وعذاب القبر

---

(۵) رواہ الحاکم عن یزید بن رکانۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۱۲ منہ (۶) رواہ ابن حبان عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ منہ (۷) رواہ ابو یعلی بسند صحیح عن سعید بن المسیب عن امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ من قولہ الحقنا بما قبلہ من المرفوعات للمناسبۃ ۱۲ منہ (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَیْهَا وَصَعِّدْ رُوْحَهَا وَلَقِّهَا مِنْكَ رِضْوَانًا (۱۲) اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ خَلَقْتَنَا وَنَحْنُ عِبَادُكَ ط اَنْتَ رَبُّنَا وَاِلَیْكَ مَعَادُنَا (۱۳) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِاٰخِرِنَا وَحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا وَصَغِیْرِنَا وَكَبِیْرِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ هَا وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ هَا (۱۴) اَللّٰهُمَّ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنِّیْ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ؀ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَةِ ط صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ط اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْكَرِیْمَ اِذَا اَمَرَ بِالسُّؤَالِ لَمْ یَرُدَّهٗ اَبَدًا وَّقَدْ اَمَرْتَنَا فَدَعَوْنَا وَاَذِنْتَ لَنَا فَشَفَعْنَا وَاَنْتَ اَكْرَمُ الْاَكْرَمِیْنَ ط فَشَفِّعْنَا فِیْهِ هَا وَارْحَمْهُ هَا فِیْ وَحْدَتِهٖ هَا وَارْحَمْهُ هَا فِیْ وَحْشَتِهٖ هَا وَارْحَمْهُ هَا فِیْ غُرْبَتِهٖ هَا وَارْحَمْهُ هَا فِیْ كُرْبَتِهٖ هَا وَاَعْظِمْ لَهٗ هَا اَجْرَهٗ هَا وَنَوِّرْ لَهٗ هَا وَارْحَمْ لَهٗ هَا وَبَیِّضْ لَهٗ هَا وَجْهَهٗ هَا وَبَرِّدْ لَهٗ هَا مَضْجَعَهٗ هَا وَعَطِّرْ لَهٗ هَا مَنْزِلَهٗ هَا وَاَكْرِمْ لَهٗ هَا نُزُلَهٗ هَا یَا خَیْرَ الْمُنْزِلِیْنَ ج وَیَا خَیْرَ الْغَافِرِیْنَ ط وَیَا خَیْرَ الرّٰحِمِیْنَ ط اٰمِیْنَ اٰمِیْنَ اٰمِیْنَ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِ الشَّافِعِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ ط وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) (۸) رواہ ابو داؤد و النسائی و البیہقی عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ منہ (۹) رواہ ابو نعیم عن عبد اللہ بن الحارث بن نوفل عن ابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ منہ (۱۰) رواہ ابو داؤد و ابن ماجہ عن واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ منہ (۱۱) رواہ ابن ماجہ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۱۲ منہ (حاشیہ صفحہ موجودہ) (۱۲) رواہ البغوی و ابن مندہ والدیلمی فی مسند الفردوس عن ابی عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ منہ (۱۳) رواہ البغوی عن ابراہیم الاشہلی عن ابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ منہ (۱۴) زادہ مجدد المائۃ الحاضرۃ ۱۲ منہ

Marfat.com

Marfat.com

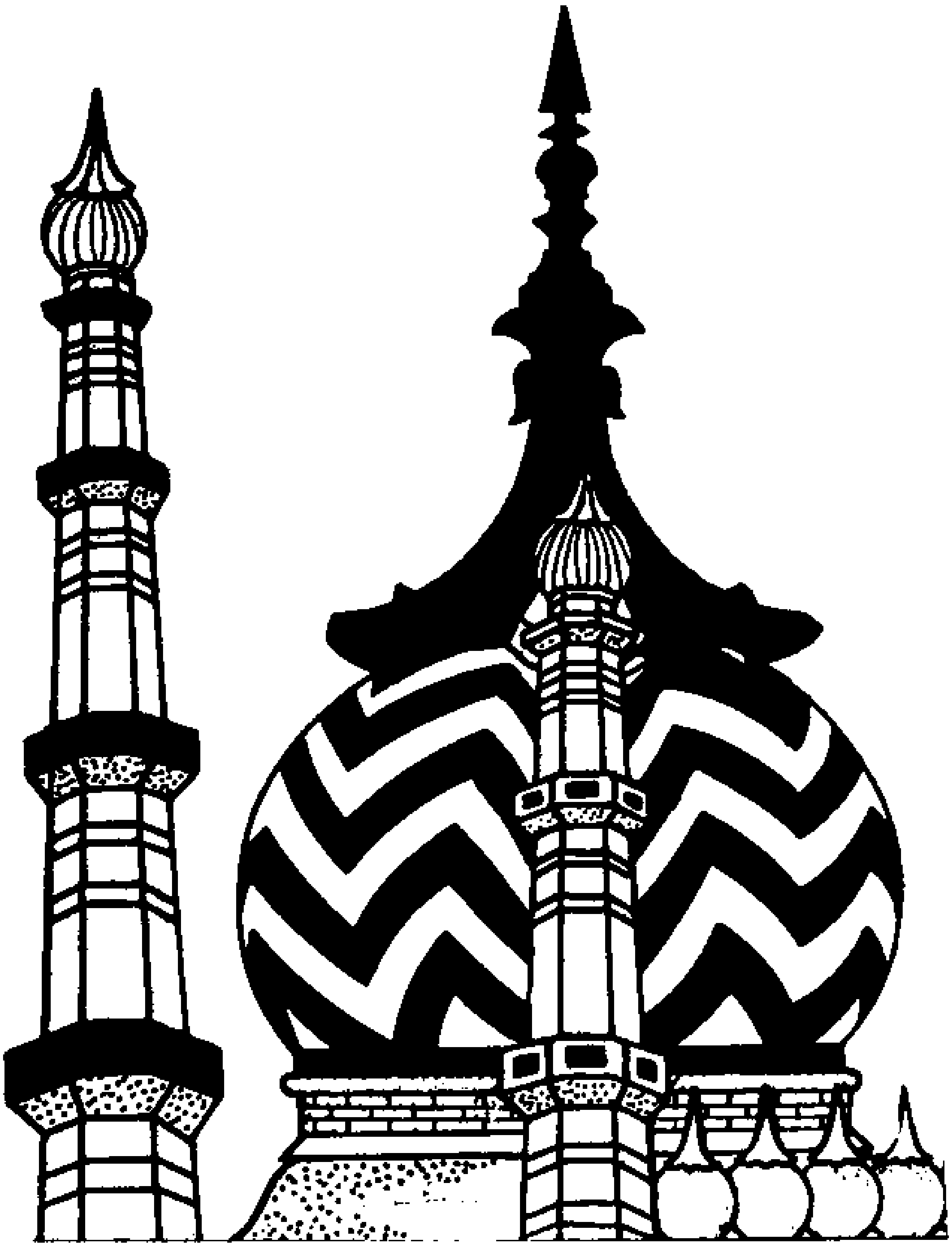

Marfat.com

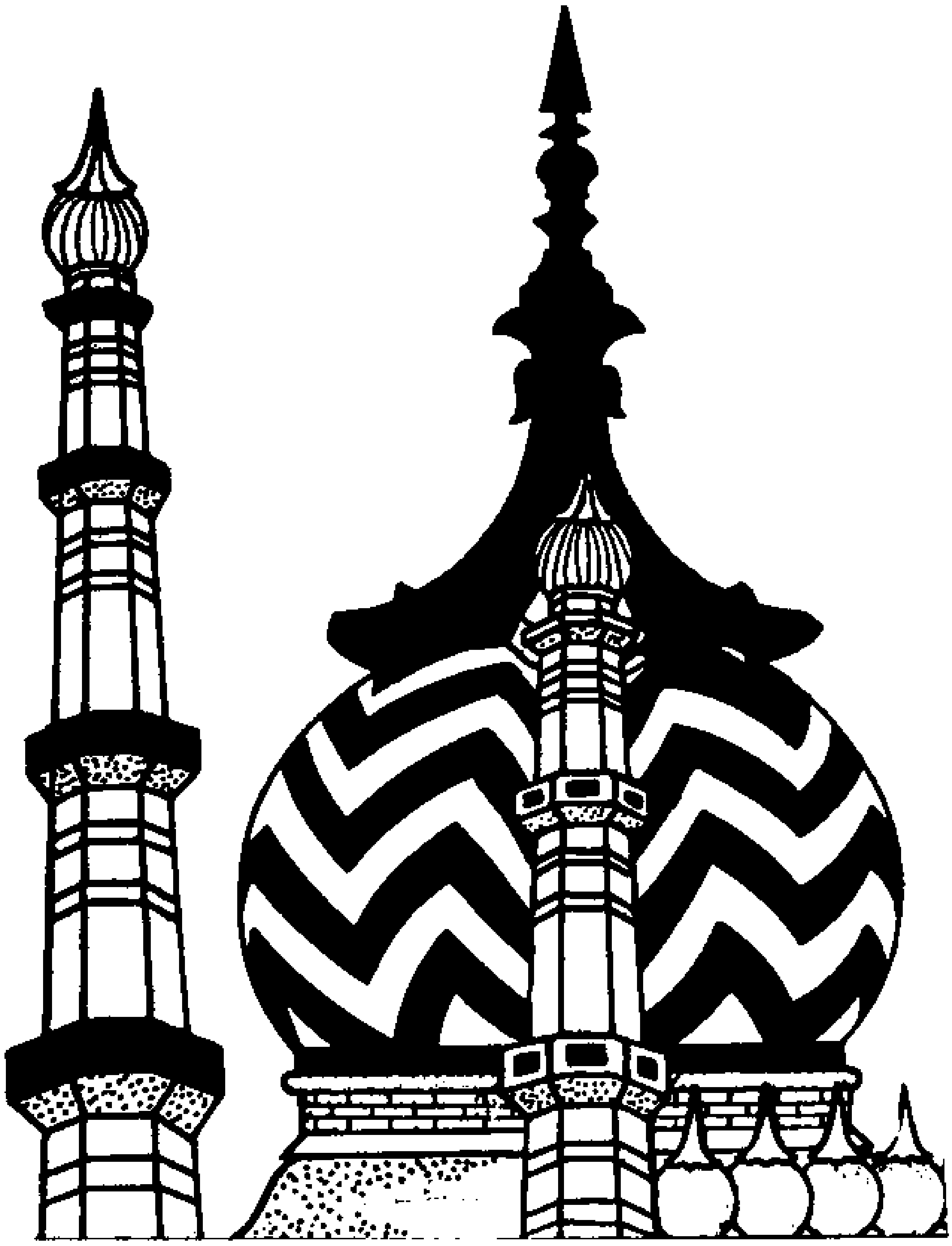

Marfat.com